





# مفصلہ ذیل کتب مفت رہبر دیا ضلع گودراپو سے طلبہ کے

## اجرت اشتہارات

تقسیم صفحہ	سال چھ ماہ	تین ماہ	ایک ماہ	کیا
پورا صفحہ	۲۰۰	۱۱۰	۶۰	۸
۱/۲ صفحہ	۱۱۰	۶۰	۳۵	۴
۱/۳ صفحہ	۷۵	۴۰	۲۵	۳
۱/۴ صفحہ	۴۰	۲۰	۱۳	۲
۱/۵ صفحہ	۲۶	۱۴	۹	۱
۱/۶ صفحہ	۲۲	۱۲	۷	۱
۱/۸ صفحہ	۱۸	۱۰	۵	۱
۱/۱۰ صفحہ	۱۵	۸	۴	۱

قیمت

مضمون

نام کتاب و مصنف

یہ تفسیر حضرت مولوی صاحب نے ایک خطبہ میں بیان فرمائی تھی جسے ایک دوست نے جمع کر کے کتاب کی صورت میں چھاپ کر شائع کیا ہے

تفسیر سورہ جمعہ  
از حضرت حکیم مولوی نور الدین

دہرم پال آریہ کی کتاب ترک اسلام کا جواب لا جواب مخالفین کے اعتراضات کا دندان شکن جواب آیات قرآنی کی تفسیر بعد نظر ثانی مصنف دوبارہ امرتسر میں چھپوائی گئی۔

فوز الدین مصنف  
حضرت مولوی صاحب موصوف

آریہ مذہب کے رد میں ایسی عمدہ کتاب ہے کہ اس نے بہت سے آریوں کے خیالات درست کر دئے ہیں قابل دید کتاب ہے ضرور ملاحظہ فرمادیں

اختیار الاسلام  
مصنف شیخ عبد الرحمان صاحب سلم  
سیکینڈ ہارڈ ویئر تعلیم الاسلام  
قادیان

Digitized by Khilafat Library

قرآن شریف کی لغات کو عربی اور اردو میں مستند طور پر لکھا گیا ہے اور ایک اہل زبان عرب کی تصنیف ہے۔

لغات القرآن حصہ اول  
مولف سید عبد الحمید صاحب

جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بڑے مجمع لاہور میں اسلام کی خوبیوں کے بیان میں دیا۔

لیکچر لاہور

نظم پنجابی

وفات مسیح

کامن احمدی

کامن احمدی

ترجمہ نماز و اسرار الہی

الذکر مصنف شیخ عبد الرحیم صاحب

حضرت مسیح موعود و عبد المہدی اہتم کے درمیان مباحثہ

جنگ مقدس

جواب عصار موعود مصنف بابو الی غش۔ اس کتاب میں شیطانی اور رحمانی القارئین فرق دکھایا گیا ہے۔

آیات الرحمان محمد  
مصنف حضرت مولوی محمد صاحب

تردید خیالات مولوی عبد المہدی چکڑاوی

صالح القرآن عن وسواس  
للشیطان مصنف حضرت  
مولوی محمد احسن صاحب

قرآن شریف اور احادیث نبویہ سے عقلی اور نقلی ثبوت متعلق دعاوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مجموعہ ازالات وسواس  
مصنف مولوی محمد احسن صاحب

(۱) یہ اجرت پہلے ہی سے کم کر کے لگائی گئی جو اس واسطے اس میں زیادہ کوئی رعایت نہ ہو سکے گی۔ بے فائدہ خط و کتابت کر نہیں طرفین کا حرج ہے۔

(۲) اجرت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیے مابعد کوئی حساب نہیں (۳) اشتہار متواتر دئے جانے کی یہ اجرت ہر درمیان میں چھوڑنے کے واسطے اور کبھی کبھی درج کرانے کے واسطے زائد اجرت چارج ہوگی۔

(۴) ہر ماہ میں صرف ایک دفعہ اشتہار کی عبارت بدلنے کا شہتر کو اختیار ہوگا۔ اشتہار کی عبارت میں تبدیلی کے واسطے ہر انگریزی جیسے کے شروع ہونے سے پندرہ دن پہلے اطلاع آنی چاہیے۔ ورنہ اگلا مہینہ وہی مضمون رہیگا۔

(۵) تقسیم کرائی فی ضمیمہ ۸ فیصدی یا جا دیگا بٹار سے قادیان تک مزدوری ۸ راجرت کے ساتھ وصول ہونی چاہیے۔

(۶) یہ اجرت موجودہ تعداد اخبار اخراجات کے لحاظ سے مقرر کی گئی ہے اخبار کی تعداد بڑھ جانے پر نرخ بڑھایا جا دیگا۔ اور جو لوگ زائد نرخ نام منظور کریں ان کا اشتہار بند کر کے ان کی باقی ماندہ اجرت واپس کر دی جاوے گی۔

(۷) میجر کا اختیار ہوگا کہ جب چاہے کسی کا اشتہار بند کرے اور باقی اجرت واپس کر دے۔

(۸) اشتہار کے متعلق اجرت کا فیصلہ کرنے سے پہلے چاہیے کہ شہر اپنا مضمون اشتہار پہلے میجر کو دکھالے میجر کو اختیار ہوگا کہ اگر مضمون اشتہار نامناسب سمجھے تو اس میں مناسب تبدیلی کرے یا اشتہار بند کر دے۔

(۱۰) چونکہ اشتہارات کے واسطے صفحے مقرر ہیں اس واسطے صرف گنجائش کے ہوتے پر اشتہار لیا جاوے گا۔



# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## فہرست مضامین

صفحہ ۳ - خدا کی تازہ وحی - صفحہ ۱۸ تا ۱۹ - لیکچر لودیانہ  
صفحہ ۱۹ و ۲۰ - اشتہارات

## بدریہ

۳ - ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ مطابق ۲۰ - دسمبر ۱۹۰۶ء

## خدا کی تازہ وحی

۱۶ - دسمبر ۱۹۰۶ء - بشرم بایام اللہ و ذکرہم

## تذکیرا

ترجمہ - اُن کو خوش خبری دے گا کہ دونوں کی اور ان کو نصیحت کر نصیحت کرنا

## ضروری اطلاع

اس وقت کو محسوس کر کے جو ہمارے بھائیوں کو مختلف مدت کا چندہ مختلف اشخاص کے نام بھیجے میں پیش آتی ہیں - صدر انجمن احمدیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یکم جنوری ۱۳۲۵ھ سے ہر ایک قسم کا چندہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہیے - خواہ وہ چندہ مدرسہ کا ہو - یا زکوٰۃ کا روپیہ یا مقبرہ بہشتی کا روپیہ یا وصیت کا روپیہ - یا آمدنی کا دسواں حصہ یا غیر فنڈ یا سکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا روپیہ غرضیکہ سوائے لنگر خانہ کے روپے کے جو حضرت اقدس کے نام براہ راست آنا چاہیے - ہر قسم کا چندہ جو قادیان میں بھیجا جاتا ہے - محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہیے - لنگر کا چندہ اگر کسی اور چندے کے ساتھ شامل کر کے بھیجا ہو تو اختیار ہوگا - کہ وہ بھی محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام ہی بھیج دیں

اور محاسب اُسے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دیگا - مگر اس بات کو مد نظر رکھنا چاہیے کہ کوپن میں فریضہ کا پورا پورا غور و خوض لکھا ہوا ہو - اور نیز مفصل ہدایت ہو کہ کتنا کتنا روپیہ کس کس کی طرف سے کس کس مد کا ہے - میگزین کی قیمت ہے یا اعانت میگزین یعنی اشاعت اسلام کا روپیہ ہے - مدرسہ کا روپیہ ہے یا عید فنڈ کا روپیہ ہے - یا سکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا ہے - یا بہشتی مقبرہ کا چندہ ہے - یا وصیت کا روپیہ ہے - یا آمد کا دسواں حصہ ہے یا زکوٰۃ کا روپیہ ہے - یا کسی جائیداد کی قیمت ہے - جو رسالہ الوصیت کے ماتحت انجمن مذکور کو دی گئی ہے - یا کسی مکان کا کرایہ ہے - یا کسی زمین کی آمد ہے جو صدر انجمن احمدیہ کی ملکیت میں ہے یا زکوٰۃ کا روپیہ ہے - غرض یہ کہ پورے طور کے ساتھ کوپن میں اس امر کو واضح کرنا چاہیے جن سے محاسب کو غلطی نہ لگے -

تمام رقوم کی رسیدیں باضابطہ دی جاوے گی اور ماہ بہ ماہ رقوم آمدنی کسی رسالہ یا اخبار میں شائع ہوتی رہیں گی - جس شخص کو باضابطہ رسید دفتر محاسب سے نہ پہنچے - اسے ضروری ہوگا کہ فی الفور اپنی مرسلہ رقم کی تحقیق کرے - ایسا ہی اگر مطبوعہ رسیدوں میں کسی قسم کی غلطی ہو گیا کسی نام کا اندراج نہ ہو - تو بھیجے والے کا فرض ہوگا کہ فی الفور خط و کتابت کرے -

## المکتبہ

خاکسار محمد علی سکریٹری انجمن احمدیہ قادیان نوٹ - اس امر کا یاد رکھنا از بس ضروری ہے کہ رسالہ الوصیت کے ماتحت کسی قسم کا چندہ ہے - شرط اہل مقبرہ بہشتی کی یہ ہے کہ کچھ چندہ حسب حیثیت مقبرہ بہشتی کی زمین یا باغ اور دیگر لوازم کی تیاری کے لئے دنیا ہوگا - سو یہ چندہ مقبرہ بہشتی کہلاتا ہے - دوسری شرط وصیت کی یہ ہے کہ وصیت کرے یا جائیداد کی قیمت کرے روپیہ داخل کرے یا آمد کا دسواں حصہ ہے - سوائے کو الگ سمجھنا چاہیے - کیونکہ ان دونوں شرطوں کا الگ الگ پورا کرنا ضروری ہے -

## لیکچر لودیانہ

۱۸ - اس کو اخبار بدینہ میں درج کر دیا جائے لیکن میں نے سوچا کہ تھوڑا تھوڑا درج کرنے سے پورا پورا لطف نہیں رہتا - اس واسطے سارا لیکچر ایک ہی اخبار میں درج کیا گیا ہے جس کے سبب سے اخبار بجائے ۱۶ صفحہ کے ۲۰ صفحہ کا ہو گیا ہے اور یہی سبب ہے کہ دور دور اشاعت میں دیر ہوئی - جیسا کہ گذشتہ پرچہ اطلاع دی گئی اور چونکہ یہ اخبار دو دن بعد تک چھپتا رہا - اس واسطے نکلے اخبار کے صفحے پورے نہ ہو سکے گئے -

۱۹ - افسوس ہے کہ ان ایام میں بسبب کی فنڈ کے نہ تو اخبار کی واسطے کاغذ عمدہ قسم کا لگ سکا اور نہ مضامین کی طرف کافی توجہ ہو سکی - تفسیر بھی ان ایام میں درج نہیں ہو سکی لیکن ۱۹ سے انشاء اللہ تفسیر القرآن اور دیگر ضروری مضامین باقاعدہ نکلنے شروع ہو جائیں گے انشاء اللہ اور کاغذ کے واسطے بھی انتظام مناسب ہو جائے گا -

۲۰ - رعایت - ۲۰ - دسمبر ۱۹۰۶ء سے ۳۱ جنوری ۱۹۰۷ء تک براہین احمدیہ اور ورثین کی قیمتوں میں بہ تقریب جلسہ خاص رعایت کی جاوے گی - براہین احمدیہ عام جلد کی قیمت ۲۰ روپے

۱۸ - اس کو اخبار بدینہ میں درج کر دیا جائے لیکن میں نے سوچا کہ تھوڑا تھوڑا درج کرنے سے پورا پورا لطف نہیں رہتا - اس واسطے سارا لیکچر ایک ہی اخبار میں درج کیا گیا ہے جس کے سبب سے اخبار بجائے ۱۶ صفحہ کے ۲۰ صفحہ کا ہو گیا ہے اور یہی سبب ہے کہ دور دور اشاعت میں دیر ہوئی - جیسا کہ گذشتہ پرچہ اطلاع دی گئی اور چونکہ یہ اخبار دو دن بعد تک چھپتا رہا - اس واسطے نکلے اخبار کے صفحے پورے نہ ہو سکے گئے -



حضرت مسیح موعود کا

## سکریانیہ میں

(منقول از المذکر)

اول میں مدعا تھا کہ شکر کرتا ہوں جس نے مجھے یہ موقع دیا کہ میں پھر اس شہر میں تبلیغ کرنے کے لئے آؤں۔ میں اس شہر میں چودہ برس کے بعد آیا ہوں اور میں ایسے وقت اس شہر سے گیا تھا جب کہ میرے ساتھ چند آدمی تھے اور تحفہ تحفہ زیب اور دھال کھنے کا بازار گرم تھا اور میں لوگوں کی نظر میں اس انسان کی طرح تھا جو معطر دود اور مخدول ہوتا ہے اور ان لوگوں کے خیال میں تھا کہ تھوڑے ہی دن میں یہ جماعت مردود ہو کر منتشر ہو جائے گی اور اس سلسلہ کا نام و نشان مٹ جاوے گا چنانچہ اس غرض کے لئے بڑی بڑی کوششیں اور منصوبے کئے گئے اور ایک بڑی بھاری سازش میرے خلاف یہ کی گئی کہ مجھ پر اور میری جماعت پر کفر کا فتوے لکھا گیا اور سارے ہندوستان میں اس فتوے کو پھرایا گیا میں افسوس کے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اہل مجاہد پر کفر کا فتوے لکھا گیا شہر کے چند مولویوں نے ویسا مگرین دیکھا ہوا اور آپ دیکھتے ہیں کہ وہ کافر کہنے والے موجود نہیں اور خدا تعالیٰ نے مجھے اب تک زندہ رکھا اور میری جماعت کو بڑا یا میرا خیال ہے کہ وہ فتویٰ کفر جو دوبارہ میرے خلاف تجویز ہوا اسے ہندوستان کے تمام بڑے شہروں میں پھرایا گیا اور دوسو کے قریب مولویوں اور مشائخوں کی گواہیاں اور مہربان اس پر کرائی گئیں اس پر ظاہر کیا گیا کہ یہ شخص بے ایمان ہے کافر ہے و جلال ہے مغزی ہے کافر ہے بلکہ کفر ہے غرض جو جو کچھ کسی سے ہو سکا میری نسبت اس نے لکھا اور ان لوگوں نے اپنے خیال میں یہ سمجھ لیا کہ بس یہ جھگڑا اب اس سلسلہ کو ختم کر دے گا اور فی الحقیقت اگر یہ سلسلہ انسانی منصوبہ اور افترا ہوتا تو اس کے ہلک کر کے لئے یہ فتویٰ کا اختیار بہت ہی زبردست ہوتا لیکن اس کو خدا نے قائم کیا تھا پھر وہ مخالفوں کی مخالفت اور عداوت سے کیوں کر مٹ سکتا تھا جس قدر مخالفت

میں شدت ہوتی گئی۔ اس سلسلہ کی عظمت اور عزت و ہون میں جز بکارتی گئی اور آج میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ یا تو وہ زمانہ تھا کہ جب میں اس شہر میں آیا اور یہاں سے گیا تو صرف چند آدمی میرے ساتھ تھے۔ اور میری جماعت کی تعداد نہایت ہی قلیل تھی اور یا اب وہ وقت ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ ایک کثیر جماعت میرے ساتھ ہے اور جماعت کی تعداد تین لاکھ تک پہنچ چکی ہے اور دن بدن ترقی ہو رہی ہے اور یقیناً کروڑوں تک پہنچے گی۔ پس اس انقلاب عظیم کو دیکھو کہ کیا یہ انسانی ہاتھ کا کام ہو سکتا ہے دنیا کے تو لوگوں نے چاہا کہ اس سلسلہ کا نام و نشان مٹا دیں اور اگر ان کے اختیار میں ہوتا تو وہ بھی اس کو مٹا چکے ہوتے مگر خدا تعالیٰ کا کام ہے وہ جن باتوں کا ارادہ فرماتا ہے دنیا ان کو روک نہیں سکتی اور جن باتوں کا دنیا ارادہ کرے مگر خدا تعالیٰ ان کا ارادہ نہ کرے وہ کبھی ہو نہیں سکتے ہیں۔ غور کرو میرے معاملہ میں کل علماء اور پیر زاد اور گدی نشین مخالف ہوئے اور دوسرے مذہب کے لوگوں نے بھی میری مخالفت کے لئے اپنے ساتھ ملایا۔ پھر میری نسبت ہر طرح کی کوشش کی مسلمانوں کو بدظن کرنے کے لئے مجھ پر کفر کا فتوے دیا اور پھر جب اس تجویز میں بھی کامیابی نہ ہوئی تو پھر مقدمات شروع کئے خون کے مقدمات میں مجھے پھنسا دیا اور ہر طرح کی کوششیں کیں کہ میں سزا پا جاؤں ایک پادری کے قتل کا الزام مجھ پر لگایا گیا۔ اس مقدمہ میں مولوی محمد حسین نے بھی میرے خلاف بڑی کوشش کی اور خود شہادت دینے کے واسطے گیا وہ چاہتا تھا کہ میں پھنس جاؤں اور مجھے سزا ملے مولوی محمد حسین کی یہ کوشش ظاہر کرتی تھی کہ وہ دلائل اور براہین سے عاجز ہے اس لئے کہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب دشمن دلائل سے عاجز ہوتا ہے اور براہین سے ملزم نہیں کر سکتا تو ایذا قتل کی تجویزین کرتا ہے اور وطن سے نکال دینے کا ارادہ کرتا ہے اور اس کے خلاف مختلف قسم کے منصوبے اور سازشیں کرتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں جب کفار کہ عاجز آ گئے اور ہر طرح

سے ساقط ہو گئی تو آخر انہوں نے بھی اس قسم کے حیلے سہجے کو آپ کو قتل کر دیں یا قید کر دیں یا آپ کو وطن سے نکال دیا جاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو ایذا میں دین مگر آخر وہ سب کے سب اپنے ارادوں اور منصوبوں میں ناکام رہے اب وہی سنت اور طریق میرے ساتھ ہو رہا ہے مگر یہ دنیا بغیر خالق اور رب العالمین کے ہستی نہیں رکھتی وہی ہے جو جمع ہے اور پھٹے میں امتیاز کرتا ہے اور آخر سچے کی حمایت کرتا اور اسے غالب کر کے دکھا دیتا ہے اب اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کا پھر نمونہ دکھایا ہے۔ میں اس کی تائید و توثیق کا ایک زندہ نشان ہوں اور اس وقت تم سب کے سب دیکھتے ہو کہ میں وہی ہوں جس کو قوم نے روک دیا اور مقبول کی طرح کھڑا ہوں تم قیاس کرو کہ اس وقت آج سے چودہ برس پیشتر جب میں بیان کیا تھا تو کون چاہتا تھا کہ ایک آدمی اپنی میر ساتھ ہو علماء فضا۔ اور ہر قسم کے معظلم کرم لوگ یہ چاہتے تھے کہ میں ہلاک ہو جاؤں اور اس سلسلہ کا نام و نشان مٹ جاوے وہ کبھی گوارا نہیں کرتے تھے کہ ترقیات نصیب ہوں مگر وہ خدا جو ہمیشہ اپنے بندوں کی حمایت کرتا ہے اور جس نے راستبازوں کو غالب کر کے دکھایا ہے اس نے میری حمایت کی اور میرے مخالفوں کے خلاف ان کی امیدوں اور منصوبوں کے بالکل برعکس اس نے مجھے وہ قبولیت بخشی کہ ایک خط کو میر لٹا دیا تو مجھ پر جو ان مخالفوں اور مشکلات کے پردوں اور روکوں کو چیرتی ہوئی میری طرف آئی اور آ رہی ہے اب غور کا مقام ہے کہ کیا انسانی تجویزوں اور منصوبوں سے یہ کامیابی ہو سکتی ہے کہ دنیا کے بارسوخ لوگ ایک شخص کی طاقت کی فکر میں ہوں اور اس کے خلاف ہر قسم کے منصوبے کئے جا دیں اس کے لئے خطرناک آگ جلائی جلائے مگر وہ ان سب آفتوں سے عاف نکل جاوے ہرگز نہیں یہ خدا کے کام ہے ہمیشہ اس نے دکھائے ہیں۔ پھر اس امر پر زبردست دلیل یہ ہے کہ آج سے ۲۵ برس پیشتر جب کہ کوئی بھی میرے نام سے واقف نہ تھا اور نہ کوئی شخص قادیان میں میرے پاس آتا تھا یا خط و کتابت رکھتا تھا اس گناہی کی حالت میں ان کس مہر سی کے ایام میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

یا قون من کل فج عمیق ویأینک من کل فج عمیق



لا تصعق خلق الله ولا تسقم من الناس ربت کا  
تندنی فردا وانت خیر الوارثین یہ وہ زبردست  
پیشگوئی ہے جو ان ایام میں کی گئی اور چھپ کر شائع ہو گئی  
اور ہر مذہب و ملت کے لوگوں نے اسے پڑھا ایسی حالت اور  
ایسے وقت میں کہ میں گناہی کے گوشہ میں پڑا ہوا تھا اور  
کوئی شخص مجھے نہ جانتا تھا خدا تعالیٰ فرمایا کہ تیرے پاس  
دور و دراز ملکوں سے لوگ آئیں گے اور کثرت سے آئیں گے  
اور ان کے لئے عہد ازاری کے ہر قسم کے سامان اور لوازمات  
بھی آئیں گے چونکہ ایک شخص ہزاروں لاکھوں انسانوں کو  
عہد ازاری کے جمیع لوازمات متیا نہیں کر سکتا اور نہ اس قدر  
امور اجات کو برداشت کر سکتا ہے اس لئے خود ہی فرمایا۔  
یا تائب من کل فجہ عیسى۔ ان کے سامان بھی ساتھ ہی  
آئیں گے اور ہر ان کی کثرت مخلوقات سے گھرا جاتا ہے اور  
ان سے کچھ خلقی کر بیٹھتا ہے۔ اس لئے اس سے منع کیا کہ  
ان سے کچھ خلقی نہ کرنا اور ہر یہ بھی فرمایا کہ لوگوں کی کثرت کو  
دیکھ کر تھک نہ جانا

اب آپ غور کریں کہ کیا یہ امر انسانی طاقت کے اندر ہے کہ  
پچیس برس پہلے ایک واقعہ کی خبر دے اور وہ بھی اسی کے  
متعلق اور پھر اسی طرح پر وقوع بھی ہو جاوے۔ انسانی ہستی اور  
زندگی تو ایک منٹ کا بھی اعتبار نہیں اور نہیں کہہ سکتے کہ دوسرے  
سائنس آئیگیا نہیں پھر ایسی خبر دینا یہ کیونکر اس کی طاقت اور  
قیاس میں آ سکتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ وہ زمانہ تھا  
جبکہ میں بالکل اکیلا تھا اور لوگوں سے ملنے سے بھی مجھے  
نورس تھی اور چونکہ ایک وقت آئیوا تھا کہ لاکھوں انسان میری  
طواف رجوع کریں اس لئے اس نصیحت کی ضرورت پڑی۔  
لا تصعق خلق الله ولا تسقم من الناس۔ اور پھر  
اپنی دن میں یہ بھی فرمایا۔ انت منی بمنزلہ توحیدی  
نحان ان تعان طعنف بین الناس۔ یعنی وہ وہ وقت آتا  
ہے کہ تیری مدد کی جاوے گی اور تو لوگوں کے درمیان شناخت  
کیا جاوے گا۔ اس طرح پر فارسی عربی اور انگریزی میں کثرت سے  
ایسے الہامات ہیں جو اس مضمون کو ظاہر کرتے ہیں۔

اب سوچنے کا مقام ہے ان لوگوں کے لئے جو خدا کا خوف  
رکھتے ہیں کہ اس قدر عرصہ عداوت پیشتر پیشگوئی کی گئی اور وہ کتاب  
میں چھپ کر شائع ہوئی۔ براہین احمدیہ ایسی کتاب ہے جس کو  
دوست دشمن سب نے پڑھا۔ گورنمنٹ میں بھی اس کی کاپی  
بجھی گئی۔ عیسائیوں ہندوؤں نے اسے پڑھا۔ اس شہر میں بھی  
ہندوؤں کے پاس یہ کتاب ہو گئی۔ وہ دیکھیں کہ اس میں درج ہے

یا نہیں۔ یہ وہ مولوی (جو محض عبادت کی راہ سے مجھے  
دجال اور کذاب کہتے ہیں اور یہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی  
پیشگوئی پوری نہیں ہوئی) شرم کریں اور بتائیں کہ اگر  
یہ پیشگوئی نہیں تو پھر اور پیشگوئی کس کہتے ہیں۔ یہ  
وہ کتاب ہے جس کا ریویو مولوی ابو سعید محمد حسین  
نہالوی نے کیا ہے چونکہ وہ میرے ہم سبق تھے اس  
لئے اکثر قادیان آیا کرتے تھے وہ خوب جانتے ہیں اور  
بیسویں قادیان۔ جالہ۔ امرت سرمد و غلج کے لوگوں  
کو خوب معلوم ہے کہ اس وقت میں بالکل اکیلا تھا اور کوئی  
مجھے جانتا نہ تھا۔ اور اس وقت کی حالت سے غرض عقل مند  
قد قیاس معلوم ہوتا تھا کہ میرے جیسے ایک گناہم کوئی پر  
ایسا زمانہ آئیگا کہ لاکھوں آدمی اس کے ساتھ ہو جائیں گے  
میں سچ کہتا ہوں کہ میں اس وقت کچھ بھی نہ تھا۔ تنہا و  
بیکس تھا خود اللہ تعالیٰ مجھے اس زمانہ میں یہ عاقل بنا کر  
دب لا تذرنی فرحاً وانت خیر الوارثین۔  
یہ دعا اس لئے سکھائی کہ وہ پیار رکھتا ہے  
ان لوگوں سے جو دعا کرتے ہیں کیونکہ دعا عبادت  
ہے اور اس نے فرمایا ہے ادعونی استجبکم  
دعا کرو میں قبول کروں گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ مغز اور مخ عبادت کا دعا ہی ہے اور  
دوسرا اشارہ اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے  
پیرایہ میں سکھانا چاہتا ہے کہ تو اکیلا ہے اور  
ایک وقت آئیگا کہ تو اکیلا نہ رہیگا اور میں پکار کر  
کہتا ہوں کہ جیسا یہ میں دیکھتا ہوں۔ ہر اس وقت  
آفتاب نکلا ہوا تھا ایڈیٹر) اسی طرح یہ پیشگوئی روشن  
ہے اور یہ امر واقعی ہے کہ میں اس وقت اکیلا تھا  
کون کھڑا ہو کر کہہ سکتا ہے کہ تیرے ساتھ جماعت تھی۔

مگر اب دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں کی موافقت  
اور اس پیشگوئی کی موافقت جو اس نے ایک زمانہ پہلے  
خبر دی ایک کثیر جماعت میرے ساتھ کر دی ایسی  
حالت اور صورت میں اس عظیم الشان پیشگوئی کو کون  
جھٹلا سکتا ہے پھر جبکہ اسی کتاب میں یہ پیشگوئی بھی  
موجود ہے کہ لوگ خطرناک طور پر مخالفت کریں گے اور  
اس جماعت کو روکنے کے لئے ہر قسم کی کوششیں کریں گے  
مگر میں سب کو نامراد کروں گا۔

پھر براہین احمدیہ میں یہ بھی پیشگوئی کی گئی تھی کہ  
جب تک پاک پلید میں فرق نہ کریں گے انہیں چھوڑ دینا چاہیے

ان واقعات کو مش کر کے ان لوگوں کو مخاطب نہیں کرتا  
جن کے دھن میں خدا کا خوف نہیں اور جو گویا یہ سمجھتے  
ہیں کہ مجھے فرمایا نہیں اور خدا تعالیٰ کی کلام میں تحریف  
کرتے ہیں بلکہ میں ان لوگوں کو مخاطب کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ  
سے ڈرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ مرنا ہے اور  
موت کے دروازے قریب ہو رہے ہیں اس لئے  
کہ خدا سے ڈرنے والا ایسا گستاخ نہیں ہو سکتا جو  
غور کریں کہ کیا پچیس برس پیشتر ایسی پیشگوئی کرنا  
انسانی طاقت اور قیاس کا نتیجہ ہو سکتا ہے ہر ایسی  
حالت میں جو کوئی اسے جانتا بھی نہ ہو اور ساتھ ہی یہ  
پیشگوئی بھی ہو کہ لوگ مخالفت کریں گے مگر وہ نامراد  
رہیں گے۔ مخالفین کے نامراد رہنے اور اپنے بامراد  
ہو جانے کی پیشگوئی کرنا ایک خارق عادت امر ہے  
اگر اس کے مستشرقین کوئی شک ہے تو پھر نظر  
پیش کرو۔

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ حضرت آدم سے  
لے کر اس وقت تک کسی مفتری کی نظیر وہ جس  
نے پچیس برس پیشتر اپنے گناہی کی حالت میں  
ایسی پیشگوئی کی ہوں اور وہ ہوں روز روشن  
کی طرح پوری ہو گئی ہوں۔ اگر کوئی شخص ایسی نظیر  
پیش کر دے تو یقیناً یاد رکھو کہ یہ سارا سلسلہ اور  
کاروبار باطل ہو جاوے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے  
کاروبار کو کون باطل کر سکتا ہے وہ نئی تہذیب کرنا  
اور بلا دینے معقول و ملکی اور استہزایہ حرام زنا  
کا کام ہے کوئی حلال زادہ ایسی جرأت نہیں  
کر سکتا۔

میں اپنی سچائی کو اسی پر حصر کر سکتا ہوں اگر تم  
میں کوئی سلیم حل دیکھتا ہو خوب یاد رکھو کہ پیشگوئی  
کبھی رد نہیں ہو سکتی جیسا کہ اس کی نظیر پیش نہ  
کی جاوے میں یہ کہتا ہوں کہ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ  
میں موجود ہے جس کا ریویو مولوی ابو سعید نے  
لکھا ہے اسی شہر میں مولوی محمد حسن اور منشی محمد عمر  
وغیرہ کے پاس ہو گئی۔ اس کا نسخہ کہ۔ مدینہ منجنا  
تک پہنچا گورنمنٹ کے پاس اس کی کاپی بھیجی گئی  
ہندوؤں۔ مسلمانوں۔ عیسائیوں برہمنوں نے  
اسے پڑھا اور کوئی گناہ کتاب نہیں بلکہ وہ شہرت یافتہ  
کتاب ہے کوئی پڑھا لکھا آدمی جو مذہبی مذاق رکھتا ہے



اس سے بے خبر نہیں ہے۔ پھر اس کتاب میں یہ پیشگوئی لکھی  
ہوئی موجود ہے کہ ایک دنیا تیرے ساتھ ہو جاوے گی  
دنیا میں تجھے شہرت ہو لگا۔ تیرے مخالفوں کو نامور اور کہو لگا  
اب بتاؤ کہ کیا یہ کام کسی مفتری کا ہو سکتا ہے؟ اگر تم یہی  
فیصلہ دیتے ہو کہ ہاں یہ مفتری کا کام ہو سکتا ہے۔ تو  
پھر اس کے لئے نظیر پیش کرو۔ اگر نظیر دکھا دو۔ تو  
میں تسلیم کروں گا۔ کہ میں جھوٹا ہوں۔ مگر کوئی نہیں جو  
اس کی نظیر دکھائے۔ اور اگر تم اس کی نظیر نہ پیش  
کر سکو۔ اور یقیناً نہیں کر سکو گے۔ تو پھر میں تمہیں  
یہی کہتا ہوں کہ

**خدا سے ڈرو اور کذب سے باز آؤ**

یاد رکھو۔ خدا تعالیٰ کے نشانات کو بدوں کسی سند  
کے رد کرنا دانشمندی نہیں اور نہ اس کا انجام کبھی  
بابرکت ہوا ہے؟ میں تو کسی کی تکذیب یا تکفیر کی پروا  
نہیں کرتا اور ان حملوں سے ڈرتا ہوں۔ جو مجھ پر کئے  
جاتے ہیں۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے آپ ہی مجھے قبل  
از وقت بتا دیا تھا۔ کہ کذب اور تکفیر ہوگی اور خطرناک  
مخالفت یہ لوگ کریں گے۔ مگر کچھ بگاڑ نہ سکیں گے  
کیا مجھ سے پیشتر استبدادوں اور خدا کے ماموروں  
کو رو نہیں کیا گیا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فرعون  
اور فرعونین نے حضرت مسیح علیہ السلام پر فقیہوں نے  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شہر کین کہ نے کیا کیا حملے  
نہیں کئے۔ مگر ان حملوں کا انجام کیا ہوا؟ ان مخالفوں  
نے ان نشانات کے مقابلہ میں کبھی کوئی نظیر پیش کی؟  
کبھی نہیں۔ نظیر پیش کرنے سے تو ہمیشہ عاجز رہے۔  
ہاں زبانیں چلتی تھیں۔ اس لئے وہ کہتے آتے رہے  
اسی طرح یہاں بھی جب عاجز آگئے۔ تو اور تو کچھ نہ پیش  
گئی۔ و حال کہ اب کہہ دیا۔ مگر ان منہ کی چھوٹوں سے  
کیا یہ خدا تعالیٰ کے نور بجاوین گے؟ کبھی نہیں جیسا  
سکتے۔

**واللہ ماتم خودہ ولو کرہ المشرکون**

دوسرے خواتین اور نشانات کو وہ لوگ جو بدعتی کا مادہ  
اپنے اندر رکھتے ہیں کہہ دیتے ہیں کہ شاید دست بازی ہو  
مگر پیش گوئی میں انہیں کوئی عذر باقی نہیں رہتا۔ اس  
لئے نشانات نبوت میں عظیم الشان نشان اور معجزہ  
پیش گوئیوں کو قرار دیا گیا ہے یہ امر تو ریت سے بھی  
ثابت ہے۔ اور قرآن مجید سے بھی۔ پیشگوئیوں کے

برابر کوئی معجزہ نہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے ماموروں  
کو ان کی پیشگوئیوں سے شناخت کرنا چاہیے کیونکہ  
اللہ تعالیٰ نے یہ نشان مقرر کر دیا ہے۔

**لا یظہر علی غیبہ احد الا ما من ادقنی  
من رسول**

یعنی اللہ تعالیٰ کے غیب کا کسی پر ظہور نہیں ہوتا۔ مگر  
اللہ کے برگزیدہ رسولوں پر ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی یاد  
رہے کہ بعض پیشگوئیاں باریک اسرار اپنے اندر  
رکھتی ہیں۔ اور دقیق امور کی وجہ سے ان لوگوں کی سمجھ  
میں نہیں آتی ہیں۔ جو دور بین انہیں نہیں رکھتے  
اور مولیٰ مولیٰ باتوں کو صرف سمجھ سکتے ہیں۔ ایسی ہی  
پیشگوئیوں پر عموماً تکذیب ہوتی ہے اور جلد باز اور  
تشابہ کار کہہ سکتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں اسی  
کے معلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

**ظنوا انکم قد کذبوا**

ان پیشگوئیوں میں لوگ شہادت پیدا کرتے ہیں۔ مگر  
فی الحقیقت وہ پیشگوئیاں خدا تعالیٰ کے قاتل کے ماتحت پوری  
ہو جاتی ہیں۔ تاہم اگر وہ سمجھ میں بھی نہ آئیں۔ تو مومن  
اور خدا ترس انسان کا کام یہ ہونا چاہیے۔ کہ وہ ان  
پیشگوئیوں پر نظر کرے۔ جن میں دقتیں نہیں۔ یعنی  
جو مولیٰ مولیٰ پیشگوئیاں ہیں۔ پھر دیکھے۔ کہ وہ کس قدر  
تعداد میں پوری ہو چکی ہیں۔ یونہی منہ سے انکار کر دینا  
تقوئے کے خلاف ہے۔ دیانت اور خدا ترسی سے  
ان پیشگوئیوں کو دیکھنا چاہیے۔ جو پوری ہو چکی ہیں مگر  
جلد بازوں کا منہ کون بند کرے۔ اس قسم کے امور  
حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کو بھی پیش آئے۔ پھر اگر یہ امر مجھے بھی پیش  
آوے۔ تو تعجب نہیں بلکہ ضرور تھا کہ ایسا ہوتا کیونکہ  
سنت اللہ ہی تھی۔

میں کہتا ہوں کہ مومن کے لئے تو ایک شہادت بھی  
کافی ہے اسی سے اس کا دل کانپ جاتا ہے مگر  
یہاں تو ایک نہیں صد نشان موجود ہیں بلکہ میں  
دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس قدر ہیں کہ انہیں گن نہیں  
سکتا۔

یہ شہادت تو میری نہیں کہ دلائل کو فتح کر لیگا۔ کہ بدوں  
کو موافق بنا لیگا۔ اگر کوئی خدا کا خوف کرے اور  
دل میں دیانت اور دور اندیشی سے سوچے۔ تو

سبے اختیار ماننا پڑے گا۔ کہ یہ خدا کی طرف  
سے ہے

پھر یہ بھی ظاہر بات ہے کہ مخالف جب تک رو نہ  
کرے اور اس کی نظیر پیش نہ کرے  
خدا کی حجت غالب ہے

اب خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ میں اسی خدا کا شکر کرتا  
ہوں جس نے مجھے بھیجا ہے اور باوجود اس شر  
اور طوفان کے جو مجھ پر اٹھا اور جس کی بڑ اور ابتدا  
اسی شہر سے اٹھی اور یہ بولی تک پہنچی۔ مگر اس نے تمام  
طوفانوں اور ابتلاؤں میں مجھے صحیح سالم اور کامیاب  
نکالا اور مجھے ایسی حالت میں اس شہر میں لایا کہ تین لاکھ  
سے زیادہ زن و مرد میرے مبالغین میں داخل ہیں اور  
کوئی مہینہ نہیں گزرتا جس میں دو ہزار چار ہزار بعض  
اوقات پانچ پانچ ہزار اس سلسلہ میں داخل نہ ہوتے ہوں  
پھر اس خدا نے ایسے وقت میں میری دشگیری کی  
کہ جب قوم ہی دشمن ہو گئی جب کسی شخص کی دشمن اس  
قوم ہی ہو جاوے۔ تو وہ بڑا بے کس اور بڑا بے دست و پا  
ہوتا ہے۔ کیونکہ قوم ہی تو دوست و پا اور جراح ہوتی  
ہے۔ وہی اس کی مدد کرتی ہے دوسرے لوگ تو دشمن  
ہوتے ہی ہیں۔ کہ ہمارے مذہب پر حملہ کرنا ہے لیکن  
جب اپنی قوم بھی دشمن ہو۔ تو پھر بیچ جاننا اور کامیاب  
ہو جانا معمولی بات نہیں بلکہ یہ ایک زبردست نشان  
ہے

میں نہایت افسوس اور درد دل سے یہ بات  
کہتا ہوں۔ کہ قوم نے میری مخالفت میں نہ صرف  
جلدی کی۔ بلکہ بہت بیدردی بھی کی۔ صرف ایک سند  
وفات مسیح کا اختلاف تھا۔ جس کو میں قرآن حکیم اور  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت صحابہ کے اجماع اور  
عقلی دلائل سے اور کتب سابقہ سے ثابت کرتا تھا  
اور کرتا ہوں اور حنفی مذہب کے موافق نص  
حدیث۔ قیاس۔ دلائل شرعیہ میرے ساتھ  
تھیں۔ مگر ان لوگوں نے قبل اس کے کہ وہ پورے طور  
پر مجھ سے پوچھ لیتے اور میرے دلائل کو سن لیتے  
اس مسئلہ کی مخالفت میں یہاں تک غلو کیا کہ  
مجھے کافر ٹھہرایا گیا اور اس کے ساتھ اور بھی  
جو چاہا اور کہا اور میرے ذمہ لگایا۔



دیانت نہ کو کاری اور تقویٰ کا تقاضا یہ تھا کہ پہلے مجھ سے پوچھ لیتے اگر میں قال اللہ اور قال الرسول سے تجاوز کرتا تو پھر بیشک انہیں اختیار اور حق تھا کہ مجھے جو چاہتے کہتے

لیکن جبکہ میں ابتداء سے بیان کرتا آیا ہوں کہ میں قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے غافل نہ رہا ہوں ہونابے ایمانی سمجھتا ہوں میرا عقیدہ یہی ہے جو اس کو ذرا بھی چھوڑ لگا وہ جہنمی ہے۔ پھر اس عقیدہ کو نہ صرف تقریر میں بلکہ ساتھ کے قریب اپنی تصنیفات میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے اور وراثت مجھے ہی خیال اور فکر رہتا رہا ہے اگر یہ مخالف خدا سے ڈرتے تو کیا ان کا فرض نہ تھا کہ جو مجھ سے پوچھتے کہ فلان بات خارج از اسلام ہے اس کی کیا وجہ ہے یا تم اس کا کیا جواب دیتے ہو مگر انہیں اس کی ذرا بھی پروا نہیں کی سنا اور کار فرم کیا یا میں نہایت تعجب سے ان کی اس حرکت کو دیکھتا ہوں کیونکہ اول تو حیات و وفات مسیح کا مسئلہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو اسلام میں داخل ہونے کے لئے شرط ہو بیان بھی ہندو یا عیسائی مسلمان ہوتے ہیں مگر بتاؤ کہ کیا اس سے یہ اقرار بھی لیتے ہو؟ مجھ اس کے کہ امنت باللہ و ملائکہ و کتبہ و رسالہ و القدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ و البعث بعد الموت جبکہ یہ مسئلہ اسلام کی جزو نہیں پھر مجھے یہ وفات مسیح کے اعلان سے اس قدر تشدد و کین کیا گیا ہے کہ یہ کافر ہیں و جال ہیں انجو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاو ان کے مال لوٹ لینے جائز ہیں اور ان کی عورتیں گہروں میں بغیر نکاح کے لینا درست ہے ان کو قتل کرنا ثواب کا کام ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایک تو وہ زمانہ تھا کہ یہی مولوی شور مچاتے تھے کہ اگر وہ وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہوتی بھی کفر کا نتیجہ دینا چاہیے۔ اس کو مسلمان ہی کہو مگر اب کیا ہو گیا کیا میں اس سے بھی کیا گذرا ہو گیا؟ کیا میں اور میری جماعت اس شہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ نہیں پڑھتی؟ کیا میں نماز میں نہیں پڑھتا یا میرے مرید نہیں پڑھتے کیا ہم رمضان کے روزے نہیں رکھتے؟ اور کیا ہم ان تمام عقائد کے پابند نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی صورت میں یقین کئے ہیں میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کہا کرتا ہوں کہ میں اور میری جماعت مسلمان ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اس طرح ایمان لاتی ہے جس طرح ایک سچو مسلمان کو لانا چاہیے۔ میں ایک غور بھی اسلام سے باہر قدم نہ کہتا

ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ یہ قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے اور جس قدر تقرب الی اللہ پاسکتا ہے وہ صرف صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پاسکتا ہے ورنہ نہیں آپ کے سوا اب کوئی راہ نیکی کی نہیں ہاں یہ بھی سچ ہے کہ میں ہرگز یقین نہیں کرتا کہ مسیح خلیفہ مستدام حجتی جم کے ساتھ زندہ آسمان پر گئے ہوں اور اب تک زندہ قائم ہوں اس لئے کہ اس مسئلہ کو مان کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین اور بے حرمتی ہوتی ہے میں ایک لحظہ کے لئے اس سچ کو گوارا نہیں کر سکتا سب کو معلوم ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور مدینہ طیبہ میں آپ کا روضہ موجود ہے ہر سال وہاں ہزاروں لاکھوں حاجی بھی جلتے ہیں اب اگر مسیح علیہ السلام کی نسبت موت کا یقین کرنا یا موت کو ان کی طرف منسوب کرنا بے ادبی ہو تو پھر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ گستاخی اور بے ادبی کیون یقین کر لی جاتی ہے مگر تم بڑی خوشی سے کہتے ہو کہ آپ نے وفات پائی مودود خوان بڑے خوش الحان سے واقعات وفات کو ذکر کرتے ہیں اور کفار کے مقابلہ میں بھی تم بڑی کشادہ پیشانی سے تسلیم کرتے ہو کہ آپ نے وفات پائی پھر میں نہیں سمجھتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر کیا پھر پڑے کہ یہ نبی ملی انجیلین کر لیتے؟ ہمیں بھی سچ نہ ہوتا کہ اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی وفات کا لفظ نہ کہہ لیتے اسے انسو بہاتے مگر انسو تو یہ کہ قائم البقین اور سرور عالم کی نسبت تو تم بڑی خوشی سے موت تسلیم کر لو۔ اور اس شخص کی نسبت جو اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی کا تسمہ کہتے ہیں ہی کے قابل نہیں بتا تا زندہ یقین کرتے ہو اور اس کی نسبت موت کا لفظ منہ سے نکالا اور تمہیں غضب آجاتا ہو اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب تک زندہ رہتے تو ہرج نہ تھا اس لئے کہ آپ وہ عظیم الشان ہدایت لیکر آئے تھے جس کی فطرتاً ہی میں پائی نہیں جاتی اور آپ نے وہ عملی حالتیں دکھائیں کہ آدم سے لیکر اس وقت تک کوئی ان کا نمونہ اور نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ میں تم کو سچ سچ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی ضرورت دنیا اور مسلمانوں کو تھی اس قدر ضرورت مسیح کے وجود کی نہیں تھی پھر آپ کا وجود باوجود وہ مبارک وجود ہے کہ جب آپ نے وفات پائی تو صحابہ کی یہ حالت تھی کہ وہ دیوانے ہو گئے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے

نکال لی۔ اور کہ لوگوں کو نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ کہنے تو میں اس کا سر جدا کر دوں گا۔ اس جوش کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ایک خاص نور اور فراست عطا کی انہوں نے سب کو اکٹھا کیا اور خطبہ پڑھا ماحجہ اکا رسول قدر خلت من قبلہ المرسل یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رخیل میں اور آپ سے پیشتر جعفر رضی اللہ عنہ کے وہ سب وفات پا چکے اب آپ غور کریں اور سوچ کر بتائیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر یہ آیت کیوں پڑھی تھی اور اس کا کیا مقصد اور نشان رہتا اور یہ ایسی حالتیں کون کون صحابہ موجود تھے میں یقیناً کہتا ہوں اور آپ انکار نہیں کر سکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ صحابہ کے دل پر سخت صدمہ تھا اور اسکو بوقت اور قبل از وقت سمجھتے تھے وہ پسند نہیں کر سکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سنیں ایسی حالت اور صورتیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی اس جوش کھاتین ہو۔ ان کا عقدہ فرو نہیں ہو سکتا کہ یہ آیت ان کی تسلی کا موجب ہوتی اگر انہیں یہ معلوم ہوتا یا یہ یقین ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو وہ تو زندہ ہی مچلتے وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق تھے اور آپ کی حیات کے سوا کسی اور کی حیات کو گوارا ہی نہ کر سکتے تھے پھر کہہ کر اپنی آنکھوں کے سامنے آپ کو وفات دیکھتے اور مسیح کو زندہ یقین کرتے تھے جب حضرت ابوبکر نے خطبہ پڑھا تو ان کا جوش فرو ہو گیا اس وقت صحابہ مدینہ کی گلیوں میں آیت پڑھتے پڑھتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ گویا یہ آیت سچ ہی اتنی ہے اس وقت حسان بن ثابتؓ نے ایک مہم لکھا جس میں انہوں نے کہا۔

کنت السواد لنا ظری - فہی علیات المناظر  
من شاء بعدت فلیمت فلیمت کنت احاذر  
چونکہ نہ کو رہ بالا آیت نے بتا دیا تھا کہ سب مر گئے اس لئے حسان نے کہہ دیا کہ اب کسی کی موت کی پروا نہیں یقیناً سمجھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کسی زندگی صحابہ پر سخت شاق تھی اور وہ انکو گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر یہ پہلا اجلع تھا جو دنیا میں ہوا اور اس میں حضرت مسیح کی وفات کا بھی کلی فیصلہ ہو چکا تھا۔ میں بار بار اس امر میں اس لئے زور دیتا ہوں کہ یہ دلیل بڑی زبردست دلیل ہے جس سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کوئی معمولی اور چھوٹا امر نہ تھا جس کا صدمہ صحابہ کو نہوا ہو۔



ایک دن کا سردار یا سردار کی عمدہ آدمی مر جاوے تو گھر والوں یا محلہ والوں یا دیہات والوں کو صدمہ ہوتا ہے۔ پھر وہ بھی جو کل دیکھ لے آیا تھا اور رحمۃ للعالمین ہو کر آیا تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔

وما ارسلناک الا رحمة للعالمین اور پھر دوسری جگہ فرمایا۔ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم بمیعاد۔ پھر وہ نبی جس نے صدق اور وفا کا نمونہ دکھایا اور وہ کمالات دکھائے۔ جن کی نظیر نظر نہیں آتی وہ فوت ہو جاوے اس کے ان جان نثار متبعین پر اثر نہ پڑے جنہوں نے اس کی خاطر جانیں دیدیئے سے دریغ نہ کیا جنہوں نے وطن چھوڑا۔ خویش و اقارب چھوڑے اور اس کے لئے ہر قسم کے مشکلات اور تکلیفوں کو اپنے لئے

راحت جان سمجھا۔ ایک ذرا سے نکر اور توجہ سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ جس قدر بھی دکھ اور تکلیف انہیں اس خیال سے ہو سکتے ہیں اس کا اندازہ اور قیاس ہم نہیں کر سکتے ان کی تسلی اور تسکین کا موجب یہی آیت تھی۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے کہ انہوں نے ایسے نازک وقت میں صحابہ کو سنبھالا۔ مجھے افسوس ہے کہنا پڑتا ہے کہ بعض نادان اپنی جلد بازی و ہمت شتاب کاری کی وجہ سے

یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ آیت تو بیشک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھی لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے باہر رہ جاتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ ایسے نادانوں کو کیا کہوں وہ باوجود مولوی کہلانے کے ایسی ہیو وہ باتیں پیش کر دیتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ اس آیت میں وہ کونسا لفظ ہے۔ جو حضرت عیسیٰ کو الگ کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے تو کوئی امر قابل بحث چھوڑا ہی نہیں۔ قد خلت کے معنی خود ہی کر دئے۔ افان مات او قتل اگر کوئی تیسری شق بھی اس کے سوا ہوتی تو کیوں نہ کہہ دیتا۔ اور دفع بحسب العنصری الی السماء کیا خدا تعالیٰ اس کو سہل کیا تھا جو یہ یاد دلا کہ میں۔ لغو باند

میں ذلک۔ اگر صرف یہی آیت سوتی تب بھی کافی تھی مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو انہیں ایسی محبوب اور پیاری تھی کہ اب تک آپ کی وفات کا ذکر کر کے یہ لوگ بھی روتے ہیں۔ پھر صحابہ کسے لئے تو اور بھی دروازہ رقت اس وقت پیدا ہو گئی تھی۔ میرے نزدیک

اگر صرف یہی آیت سوتی تب بھی کافی تھی مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو انہیں ایسی محبوب اور پیاری تھی کہ اب تک آپ کی وفات کا ذکر کر کے یہ لوگ بھی روتے ہیں۔ پھر صحابہ کسے لئے تو اور بھی دروازہ رقت اس وقت پیدا ہو گئی تھی۔ میرے نزدیک

مومن وہی ہوتا ہے جو آپ کی اتباع کرتا ہے اور وہی کسی مقام پر پہنچتا ہے۔ جیسا کہ خود خدا تعالیٰ نے فرما دیا ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ یعنی کہہ دو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تاکہ اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے۔ اب محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ محبوب کے فعل کے ساتھ خاص مواضع ہو اور مرنا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے آپ نے ہر کر دکھا دیا پھر کون ہے جو زندہ رہے یا زندہ رہنے کی آرزو کرے یا کسی اور کے لئے تجویز کرے کہ وہ زندہ رہے۔

محبت کا تقاضا تو یہی ہے کہ آپ کی اتباع میں ایسا کم ہو کہ اپنے جذبات نفس کو تمام لے اور یہ سوچ کہ میں کس کی امت ہوں ایسی صورت میں جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ اب تک زندہ ہیں وہ کیونکر آپ کی محبت اور اتباع کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ اس لئے کہ آپ کی نسبت وہ گوارا کرتا ہے کہ میرے کو افضل قرار دیا جاوے اور آپ کو مردود کہا جاوے مگر میرے لئے وہ پسند کرتا ہے کہ زندہ یقین کیا جاوے۔

میں سچ کہتا ہوں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہوتے تو ایک فرد بھی کا فخر نہ رہتا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی نے کیا نتیجہ دکھایا؟ مجھ اس کے چالیس کروڑ عیسائی ہیں غور کر کے دیکھو کہ کیا تم نے اس زندگی کے اعتقاد کو ازما نہیں لیا؟ اور نتیجہ خطراک نہیں ہوا مسلمانوں

کی کسی ایک قوم کا نام لو جس میں سے کوئی عیسائی نہ ہوا ہو مگر میں یقیناً کہہ سکتا ہوں اور یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر طبقہ کے مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں۔ اور ایک لاکھ سے بھی ان کی تعداد زیادہ ہوگی۔ عیسائیوں کے ہاتھ میں مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے واسطے ایک ہی تھپڑ ہو اور وہ یہی زندگی کا مسئلہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ خصوصیت کسی دوسرے میں ثابت کر دو۔ اگر وہ خدا نہیں تو پھر کیوں یہ خصوصیت دیکھتی۔ وہ حتی و قیوم ہے (خود بالمد من ذلک) اس حیات کے مسئلہ نے ان کو دیر کر دیا اور انہوں نے مسلمانوں پر وہ حملہ کیا جس کا نتیجہ میں نہیں بنا چکا ہوں اب اس کے مقابل پر اگر ہم پادریوں پر یہ ثابت کر دو کہ مسیح مر گیا ہے تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ میں نے یہ ثابت کر دیا ہے پادریوں سے پوچھا ہے انہوں نے کہا ہے کہ اگر ثابت

اس حیات کے مسئلہ نے ان کو دیر کر دیا اور انہوں نے مسلمانوں پر وہ حملہ کیا جس کا نتیجہ میں نہیں بنا چکا ہوں اب اس کے مقابل پر اگر ہم پادریوں پر یہ ثابت کر دو کہ مسیح مر گیا ہے تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ میں نے یہ ثابت کر دیا ہے پادریوں سے پوچھا ہے انہوں نے کہا ہے کہ اگر ثابت

ہو جاوے کہ مسیح مر گیا ہے تو ہمارا مذہب زندہ نہیں رہ سکتا۔ ایک اور غور طلب بات ہے کہ مسیح کی زندگی کے اعتقاد کا تو آپ لوگوں نے تجربہ کیا۔ اب ذرا اس کی موت کا بھی تجربہ کرو۔ اور دیکھو کہ عیسائی مذہب پر اس اعتقاد سے کیا زور پڑتا ہے جہاں کوئی میرا مرید عیسائیوں سے اس مضمون پر گفتگو کرنے کو کھڑا ہوتا ہے وہ فوراً انکار کر دیتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ اس راہ سے ان کی ہلاکت قریب ہے موت کے مسئلہ سے ان کا کفارہ ثابت ہو سکتا ہے اور ان کی الوہیت اور انبیت۔ پس اس مسئلہ کا تھوڑے دنوں تک تجربہ کرو پھر جو حقیقت کھل جاوے گی۔ سنو قرآن شریف اور احادیث میں یہ وعدہ تھا کہ اسلام پھیل جاوے گا اور دوسرا دیان پر غالب آ جاوے گا اور کسر صلیب ہوگا اب غور طلب امر یہ ہے کہ دنیا تو جائے اسباب ہے۔ ایک شخص بیمار ہو تو اس میں تو شک نہیں کہ شفا تو اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ لیکن اس کے لئے ادویات میں خواص بھی اسی رکھتے ہیں جب کوئی دوا دی جاتی ہے۔ تو وہ فائدہ کرتی ہے۔ یہاں تک جاتی ہے تو اس کے بجائے والا تو خدا ہے مگر اس کے لئے پانی بھی اسی نے مقرر کیا ہے اس طرح پر ہر ہر گنتی ہے تو اس کو دور کرنے والا تو وہی ہے مگر غذا بھی اسی نے مقرر کی ہے۔ اسی طرح پر غلبہ اسلام اور کسر صلیب تو ہوگا۔ جو اس نے مقرر کیا ہے لیکن اس کے لئے اس نے اسباب مقرر کئے ہیں اور ایک قانون مقرر کیا ہے چنانچہ بالاتفاق یہ امر قرآن مجید اور احادیث کی بنا پر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ

یہ امر قرآن مجید اور احادیث کی بنا پر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ

۱۔ فسطح نوٹ۔ میں نے امرتسر میں پادری فتح مسیح صاحب سے ایک مرتبہ وفات مسیح کے مسئلہ پر گفتگو کی ان ایام میں خان یار (کشمیر) کی قریب آسٹ کی تحقیقات ہو رہی تھیں میں نے پادری فتح مسیح صاحب سے سوال کیا کہ اگر لویز آسٹ کی قبر مسیح کی ہی قربت ہو (جو سار علم یقین میں واقعی ہے) تو آپ بتائیں کہ یہ عیسائی مذہب میں کچھ جان رہ سکتی ہے پادری فتح مسیح نے اس کا جواب دیا کہ یہ خیالی بات ہے اور غلط۔ میں نے پھر باخرا کہا کہ فرض کر لو کہ یہ قریبی، تو پھر تباہ کر کیا باقی رہا اس نے کہا کہ اگر یہ ثابت ہو جاوے تو اس میں کچھ بھی شک نہیں پھر عیسائی مذہب کچھ بھی باقی نہیں رہ سکتا اور وہ محض باطل ثابت ہوگا ایسا ہی ایک مرتبہ ڈاکٹر نصیر الدین صاحب نے اجواب خدا کو فضل مسلمان (میں) جب وہ عیسائی تھے میں نے ہی سوال کیا تو انہوں نے بڑی بیچ بیچ کے بعد بھی اقرار کیا۔ اصل تو یہ ہے کہ اس اقرار کے بغیر چارہ ہی نہیں رہتا۔



آخری زمانہ میں جب عیسائیت کا غلبہ ہوگا اسوقت مسیح موعود کے ہاتھ پر اسلام کا غلبہ ہوگا اور وہ کل ادیان اور ملتوں پر اسلام کو غالب کر کے دکھا دے گا اور وہاں کو قتل کرے گا اور صلیب کو توڑے گا اور وہ زمانہ آخری زمانہ ہوگا انوار صلیب حسن خان اور دوسرے بزرگوں نے جنہوں نے آخری زمانہ کے متعلق کتابیں لکھی ہیں انہوں نے بھی اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ اب اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے بھی تو کوئی سبب اور ذریعہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ وہ اسباب سے کام لیتا ہے۔ روزِ موعود کے متعلق لکھا ہے کہ ہر شخص اپنے سے بڑے کو پیاس کو دور کرتا ہے۔ اسی طرح اب جبکہ عیسائی مذہب کا غلبہ ہو گیا۔ اور ہر طبقہ کے مسلمان اس گروہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کو اپنے وعدہ کے موافق غالب کرے۔ اس کے لئے ہر حال کوئی ذریعہ اور سبب ہوگا اور وہی موتِ مسیح کا حربہ ہے۔ اس حربہ سے صلیبی مذہب پر موت وار ہوگی اور ان کی کمر بن ٹوٹ جاوینگی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اب عیسائی غلطیوں کے دور کرنے کے لئے اس سے بڑھ کر کیا سبب ہو سکتا ہے کہ مسیح کی وفات ثابت کی جاوے۔ اپنے گھروں میں اس امر پر غور کریں اور تنہائی میں بستروں میں لیٹ کر سوچیں۔ مخالفت کی حالت میں توجوش آتا ہے۔ سعید الفطرت آدمی پھر سوچ لیتا ہے۔ دل میں جب میں نے تقریر کی تھی۔ تو سعید الفطرت انسانوں نے تسلیم کر لیا اور وہیں بول اٹھے۔ کہ بیشک حضرت عیسیٰ کی پرستش کا ستون ان کی زندگی ہے۔ جب تک یہ نہ ٹوٹے اسلام کے لئے دروازہ نہیں کھلتا بلکہ عیسائیت کو اس سے مدد ملتی ہے۔ جہاں کی زندگی سے پیار کرتے ہیں۔ انہیں سوچنا چاہیے کہ دو گواہوں کے ذریعے سے پچاسی مل جاتی ہے مگر بیان اس قدر شواہد موجود ہیں۔ اور وہ بدستور انکار کرتے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ یحییٰ اٰی متوفیک وداغث الی۔ اور پھر حضرت مسیح کا اپنا اقرار اسی قرآن مجید میں موجود ہے۔ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم اور توفی کے معنی موت بھی قرآن مجید ہی سے ثابت ہے کیونکہ یہی لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی آیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ واما نرینک بعض الذی نعدہم اوتوفیک۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلما توفیتنی کہا ہے جس کے معنی موت

ہی ہیں اور ایسا ہی حضرت یوسف اور دوسرے لوگوں کے لئے بھی یہی لفظ آیا ہے۔ یہ ایسی صورتیں اس کوئی اور معنی نہ کر سکتے ہیں؟ یہ بڑی زبردست شہادت مسیح کی وفات پر ہے۔ اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں حضرت عیسیٰ کو مرقوں میں دیکھا۔ حدیث معراج کا تو کوئی انکار نہیں کر سکتا اسے کہہ کر دیکھ لو کہ کیا اس میں حضرت عیسیٰ کا ذکر مردوں کے ساتھ آیا ہے یا کسی اور رنگ میں جیسے آپ نے حضرت ابراہیم اور موسیٰ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کر دیکھا۔ اس طرح حضرت عیسیٰ کے ایک سال میں کہ فی جہنمیت اور امتیاز نہ تھا اس بات سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ حضرت موسیٰ اور ابراہیم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام وفات پا چکے ہیں اور قابض الارواح نے ان کو دوسرے عالم میں پہنچا دیا ہے پھر ان میں ایک شخص زندہ محمد العزیز کیسے چلا گیا۔ یہ شہادتیں تو بڑی بین میں ایک سچے مسلمان کے لئے کافی ہیں۔ یہ دوسری احادیث میں ان سب امور پر ایک جانی نظر کرنے کے بعد یہ امر تقویٰ کے خلاف تھا کہ جہٹ پٹ یہ فیصلہ کر دیا جاتا کہ مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا ہے اور پھر اس کی کوئی نظیر بھی نہیں عقل بھی ہی تجویز کرتی تھی۔ مگر افسوس ان لوگوں نے ذرا بھی خیال نہ کیا اور خدا ترسی سے کام نہ لے کر فوراً مجھے دجھال کہہ دیا۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ کیا یہ تو بڑی سی بات تھی؟ افسوس!

پھر جب کوئی عذر نہیں بن سکتا تو کہتے ہیں وہ میان زمانہ میں اجماع ہو چکا۔ میں کہتا ہوں کہ؟ اصل اجماع تو صحابہ کا اجماع تھا۔ اگر اس کے بعد اجماع ہوا ہے تو اب ان مختلف فرقوں کو تو اکٹھا کر کے دکھاؤ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ بالکل غلط بات ہے۔ مسیح کی زندگی پر کبھی اجماع نہیں ہوا۔ انہوں نے کتابوں کو نہیں پڑھا ورنہ انہیں معلوم ہو جاتا کہ صوفی موت کے قائل ہیں اور وہ ان کی دوبارہ آمد پر زنی رنگ میں لیتے ہیں غرض جیسے میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی ہے ویسے ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں کہ آپ ہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ اور آپ ہی کے فیضان اور برکات کا نتیجہ ہے جو یہ نصرتیں ہو رہی ہیں۔ میں کہہ کر کہتا ہوں اور یہی میرا عقیدہ اور مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے تبلیغ اور نقش قدم پر چلنے کے بغیر انسان کوئی روحانی فیض اور فضل حاصل نہیں کر سکتا۔ پھر اس کے ساتھ ہی ایک اور قابل ذکر ہے اگر میں اس کا بیان نہ کروں تو ناشکری ہوگی اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ایسی سلطنت اور حکومت میں پیدا کیا ہے جو ہر طرح سے امن دیتی ہے اور جس نے ہمارے مذہب کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے پوری آزادی دی ہے اور ہر قسم کے سامان اس مبارک عہد میں ہمیں میسر آئے ہیں اس سے بڑھ کر اور کیا آزادی ہوگی۔ کہ ہم عیسائی مذہب کی ترویج اور ترویج سے کہتے ہیں اور کوئی نہیں پوچھتا کہ اس سے پہلے ایک زمانہ تھا۔ اس زمانہ کے دیکھنے والے بھی اب تک موجود ہیں۔ اسوقت یہ حالت تھی کہ کوئی مسلمان اپنی مسجدوں میں اذان تک نہیں کہہ سکتا تھا اور باتوں کا ذکر ہی کیا ہے۔ اور حلال چیزوں کے کھانے سے روکا جاتا تھا۔ کوئی باقاعدہ تحقیقات نہ ہوتی تھی مگر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ ہم ایک ایسی سلطنت کے نیچے ہیں جو ان تمام عیوب سے پاک ہے میں نے سلطنت انگریزی جو امن پسند ہے جس کو مذہب کے اختلاف سے کوئی اعتراض نہیں اور جس کا قانون ہے کہ ہر اہل مذہب آزادی سے اپنے مذہبی فرض ادا کرے چونکہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ہماری تبلیغ ہر جگہ پہنچ جاوے اسلئے اس نے ہمارے اس سلطنت میں پیدا کیا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوشیروان کے عہد سلطنت پر پھر کرتے تھے اسی طرح ہمارے اس سلطنت پر فخر ہے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ امور چوک عدل اور راستی آتا ہے اس لئے اس سے پہلے کہ وہ نامور ہو کر آئے عدل اور راستی کا اجرا ہونے لگتا ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ اس رومی سلطنت سے جو مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں تھی یہ سلطنت مراتب اولیٰ اور افضل ہے اگرچہ اس کا اس کا قانون ملتا جلتا ہے۔ لیکن انصاف یہی ہے کہ اس سلطنت کے قوانین کسی سے دبے ہوئے نہیں ہیں اور مقابلہ سے دیکھا جاوے تو معلوم ہوگا کہ رومی سلطنت میں وحشیانہ حصہ ضرور پایا جاوے گا یہ لیکن بڑی دلی تھی کہ یہودیوں کے خوف سے خدا کے پاک اور برگزیدہ بند مسیح کو حوالات میں دیا گیا اور اس قسم کا مقدمہ مجھ پر ہی ہوا تھا۔ مسیح علیہ السلام کے برخلاف تو یہودیوں نے مقدمہ کیا تھا۔ مگر اس سلطنت میں میرے خلاف جس



مقدمہ کیا وہ ایک معزز پادری تھا اور ڈاکٹر بھی تھا یعنی  
 ڈاکٹر ٹارن کا کارک تھا جس نے مجھ پر اقدام قتل کا مقدمہ  
 بنایا اور اس نے شہادت پوری ہم پہنچائی بیان تک کہ  
 مولوی ابوسعید محمد حسین مولوی بھی جو اس سلسلہ کا  
 سخت دشمن ہے شہادت دینے کے واسطے عدالت میں  
 آیا اور جہان ناک اس سے ہوسکا اس نے میرے خلاف  
 شہادت دی اور پورے طور پر مقدمہ میرے خلاف  
 ثابت کرنے کی کوشش کی یہ مقدمہ کپتان وگلکس ڈپٹی  
 کمشنر گورداسپور کے اجلاس میں تھا جو شاید اب تلہ میں  
 ہیں۔ ان کے روبرو پورے طور پر مقدمہ مرتب ہو گیا  
 اور تمام شہادتیں میرے خلاف بڑے زور و شور سے  
 دی گئیں ایسی حالت اور صورت میں کوئی قانون دان  
 اہل الرائے بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ میں بری ہو سکتا  
 ہوں۔ تعاضلے وقت اور صورتیں ایسی واقع ہو چکی  
 تھیں کہ مجھے سٹن سپر کیا جاتا اور وہاں سے پہاڑی  
 کا حکم ملتا یا عبور دریائے شور کی سزا دی جاتی مگر خدا  
 نے جیسے مقدمہ سے پہلے مجھے اطلاع دی تھی اسی  
 طرح یہ بھی قبل از وقت ظاہر کر دیا تھا کہ میں اس میں بری  
 ہوں گا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی میری جماعت کے ایک گزہ کش  
 کو معلوم تھی۔ غرض جب مقدمہ اس مرحلہ پر پہنچا اور  
 دشمنوں اور مخالفوں کا یہ خیال ہو گیا کہ اب مجھے مجسٹریٹ  
 سٹن سپر کر لگا اس موقع پر اس نے کپتان پولیس سے  
 کہا کہ میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ یہ مقدمہ بناوٹی  
 ہے۔ میرا دل اس کو نہیں مانتا کہ فی الواقعہ ایسی کوشش کی گئی  
 ہو اور انہوں نے ڈاکٹر کا کارک کے قتل کے لئے آدمی بھیجا  
 ہو آپ اس کی کچھ تحقیق کریں یہ وہ وقت تھا کہ میری حالت  
 میرے خلاف ہر قسم کے منصوبوں میں ہی نہ لگے ہوئے  
 تھے بلکہ وہ لوگ جن کو قیادت تھا کے دعویٰ تھے وہ  
 مضامین میں لگے ہوئے تھے اور روبرو دیکھائیں کرتے  
 تھے کہ میں نہ ایاں ہو جاؤں مگر خدا تعالیٰ کا مقابلہ کون کر  
 سکتا ہے میں نے سنا ہے کہ کپتان وگلکس صاحب کے پاس بعض  
 پارٹین بھی آئیں مگر وہ ایک انصاف پسند مجسٹریٹ تھا  
 اس نے کہا کہ ہم سے ایسی بد فرائی نہیں ہو سکتی غرض جب  
 مقدمہ دوبارہ تفتیش کے لئے کپتان لیما رینڈ کے سپرد  
 کیا گیا تو کپتان صاحب نے عبد الحمید کو بلایا اور اس کو کہا کہ  
 تو سچ بیان کر۔ عبد الحمید نے اس پر بھی وہی قصہ جو  
 اس نے صاحبہ ہی کشتہ کے روبرو بیان کیا تھا دہرایا

اس کو پہلے سے یہ کہ گیا تھا کہ اگر واقعی خلاف میلانی ہوگی  
 تو تو کچھ دیا جاوے گا۔ سلسلے در وہی کہتا گیا مگر کپتان صاحب  
 اس کو کہتا کہ تو تو پہلے ہی بیان کر چکا ہے۔ صاحب اس سے  
 تسلی نہیں پاتے کیونکہ تو تو سچ سچ بیان نہیں کرتا جب  
 دوبارہ کپتان لیما رینڈ نے اس کو کہا تو وہ روتا ہوا ان  
 کے پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ مجھے بچاؤ کپتان صاحب  
 اس کو تسلی دی اور کہا کہ ہاں بیان کرو۔ اس پر اس نے  
 اصلیت کہو دی اور صاف اقرار کیا کہ مجھے دھوکا کر یہ  
 بیان کرایا گیا تھا۔ مجھے ہرگز ہرگز مرزا صاحب نے قتل  
 کے لئے نہیں بھیجا۔ کپتان اس بیان کو سنکر بہت خوش  
 ہوا اور اس نے ڈپٹی کمشنر کو تار دیا کہ مجھے مقدمہ نکال  
 لیا ہے چنانچہ گورداسپور کے مقام پر یہ مقدمہ پیش ہوا  
 اور وہاں کپتان لیما رینڈ کو حلف دیا گیا اور اس نے اپنا  
 حلفی بیان لکھوایا۔ میں دیکھتا تھا کہ ڈپٹی کشتہ اصلیت  
 کے کھل جانے سے بڑا خوش تھا اور ان عیسائیوں پر اسے  
 سخت غصہ تھا جنہوں نے میرے خلاف چوٹی گویا  
 دی تھیں۔ اس نے مجھے کہا کہ آپ ان عیسائیوں پر  
 مقدمہ کر سکتے ہیں مگر چونکہ میں مقدمہ بازی سے متنفر ہوں  
 میں نے ہی کہا کہ میں مقدمہ نہیں کرنا چاہتا میرا مقدمہ  
 آسمان پر ہے۔ اسپر اس وقت وگلکس صاحب نے فیصلہ  
 لکھا۔ ایک مجمع کثیر اس دن جمع ہو گیا ہوا تھا اس نے  
 فیصلہ سناتے وقت مجھے کہا کہ آپ کو مبارک ہو کہ آپ  
 بری ہوئے اب بتاؤ کہ یہ کیسی خوبی اس سلطنت کی جو  
 کہ عدل اور انصاف کے لئے نہ اپنے مذہب کا ایک سرگروہ  
 کی پروا کی اور نہ کسی اور بات کی۔  
 میں دیکھتا تھا کہ اس وقت میرے دشمن تو ایک قیامی  
 اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب دنیا دکھ دینے پر آتی ہے تو  
 درد و دیار غیش میں کرتے ہیں خدا ہی ہوتا ہے چاہے  
 صادق بندہ ملن کو بچا لیتا ہے ہر مشرور دنیا کے سامنے  
 ایک مقدمہ ہوا۔ پھر ٹیکس کا مقدمہ مجھ پر بنایا گیا مگر ان  
 تمام مقدمات میں خدا نے مجھے بری ٹھہرایا۔ پھر آخر کرم دین  
 کا مقدمہ ہوا اس مقدمہ میں میری مخالفت میں سدا زور  
 لگایا گیا۔ اور یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ بس اب اس سلسلہ کا خاتمہ  
 ہوا اور حقیقت یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا  
 اور وہی اس کی تائید اور نصرت کیلئے کھڑا ہوتا تو اس  
 کے سامنے میں کوئی شکائے شبہ ہی نہ تھا اور ملک کے  
 ایک سرے دوسرے سرے تک کرم دین کی حمایت کی

گئی اور ہر طرح سے اس کو دھمکی گئی۔ یہاں تک کہ اس مقدمہ میں  
 بعض نے مولوی کھلا کر میرے خلاف وہ گہرا بیان دینا جو  
 سراسر خلاف تھیں۔ اور یہاں تک بیان کیا کہ زانی ہونا سچ  
 فاجر ہو چھوڑو متقی ہوتا ہے یہ مقدمہ ایک ایسے عرصہ تک سنا  
 رہا۔ اس آئینہ بہت سے نشانات ظاہر ہوئے آخر مجسٹریٹ  
 نے جو ہندو تھا۔ مجھ پر پانچسو (۵۰۰) روپیہ جرمانہ کر دیا مگر  
 خدا تعالیٰ نے پہلے سے یہ اطلاع دی ہوئی تھی کہ عدالت  
 عالیہ نے اس کو بری کر دیا۔ اس لئے جب وہ اپیل  
 ڈویژن جج کے سامنے پیش ہوا۔ خدا داد فرست سے انہوں  
 نے فوراً ہی مقدمہ کی حقیقت کو سمجھ لیا اور فرمایا کہ میں  
 نے کرم دین کے حق میں جو لکھا تھا وہ بالکل درست تھا۔  
 یعنی مجھے اس کے لکھنے کا حق حاصل تھا۔ چنانچہ اس نے  
 جو فیصلہ لکھا ہے وہ شائع ہو چکا ہے آخر مجھے اس نے  
 بری ٹھہرایا اور جرمانہ واپس کیا اور ابتدائی عدالت کو بھی  
 مناسب تہیہ دی کہ کیوں اتنی دیر تک یہ مقدمہ رکھا گیا۔  
 غرض جب کوئی موقع میرے مخالفوں کو ملا ہے تو انہوں  
 نے میرے کل دینے اور ہلاک کر دینے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں  
 رکھا اور کوئی کہ نہیں چھوڑی مگر خدا تعالیٰ نے محض اپنے  
 فضل سے مجھے ہر اک سے بچایا۔ اسی طرح جس طرح وہ اپنے  
 رسولوں کو بچاتا آیا کہ میں ان واقعات کو مد نظر رکھ کر بڑے  
 زور سے کہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ برائے اس آدمی گورنمنٹ  
 سے بہتر ہے جس کے زمانہ میں سچ کو دکھ دیا گیا۔ بلاطوس  
 گورنرس کے روبرو پہلے مقدمہ پیش ہوا۔ وہ حاصل سچ  
 کا مرید تھا اور اس کی بیوی بھی مریدی تھی۔ اسی وجہ سے اس  
 نے سچ کے خون سے ہاتھ دھوئے مگر باوجود اس کے وہ  
 مرید تھا اور گورنر تھا اس نے اس جرات سے کام نہیں لیا  
 جو کپتان وگلکس نے دکھائی۔ وہاں ہی سچ بے گناہ تھا اور  
 یہاں بھی میں بے گناہ تھا۔ میں سچ کہتا ہوں۔ اور تجربہ سے  
 کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو حق کے لئے ایک  
 جرات دی جو پس میں اس جگہ تمام مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہوں  
 کہ ان پر فرض ہے کہ وہ سچے دل سے گورنمنٹ کی اطاعت  
 کریں یہ بخوبی یاد رکھو جو شخص اپنے محسن ان کا شکر گزار  
 نہیں ہوتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکر نہیں کر سکتا جس قدر  
 اس آئین اور آرام اس زمانہ میں حاصل ہے اس کی نظیر  
 نہیں مل سکتی۔ ریل۔ تار۔ ڈاک خانہ۔ پولیس کے انتظام  
 دیکھو کہ کس قدر خوبان سے پہنچتے ہیں راج سے ساتھ  
 برس پہلے بتا دیا گیا آرام اور آسانی تھی پھر یہی انصاف



کر و جب ہم پر ہزاروں احسان ہیں۔ تو ہم کیونکر شکر نہ کریں  
اکثر مسلمان مجھ پر حملہ کرتے ہیں کہ تمہارے سلسلہ میں  
یہ عجیب ہے کہ تم جہاد کو موقوف کرتے ہو۔ مجھے افسوس ہے  
کہ وہ نادان اس کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں وہ  
اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرتے ہیں۔  
آپ نے کبھی اشاعت مذہب کے لئے تلوار نہیں اٹھائی  
جب آپ پر اور آپ کی جماعت پر مخالفوں کے ظلم انتہا تک  
پہنچ گئے اور آپ کے مخلص خدام میں سے مردوں اور  
عورتوں کو شہید کر دیا گیا اور پھر مدینہ تک آپ کا تعاقب  
کیا گیا۔ اس وقت مقابلہ کا حکم ملا۔ آپ نے تلوار نہیں  
اٹھائی۔ مگر دشمنوں نے تلوار اٹھائی۔ بعض اوقات آپ کو  
ظالم طبع کفار نے سر سے پاؤں تک خن آلود کر دیا تھا۔  
مگر آپ نے مقابلہ نہیں کیا۔ خوب یاد رکھو کہ اگر تلوار اسلام کا  
فرض ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اٹھانے  
مگر نہیں وہ تلوار جس کا ذکر ہے۔ وہ اس وقت اٹھی جب  
مؤذی کفار نے مدینہ تک تعاقب کیا۔

اس وقت مخالفین کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ مگر اب  
تلوار نہیں اور میرے خلاف جہودی مخبرین اور فتوون  
سے کام لیا جاتا ہے اور اسلام کے خلاف صرف قلم  
سے کام لیا جاتا ہے۔ پھر قلم کا جواب تلوار سے دینے  
والا احق اور ظالم ہو گا یا کچھ اور۔  
اس بات کو بھی امت بھول کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے کفار کے حد سے گزرے ہوئے ظلم و ستم پر تلوار  
اٹھائی۔ اور وہ حفاظت خود اختیار ہی تھی۔ جو ہر مذہب  
گورنمنٹ کے قانون میں بھی جرم نہیں تعزیرات ہند  
میں بھی حفاظت خود اختیاری کو جائز رکھا ہے۔ اگر  
ایک چور گھر میں گھسے اویسے اور وہ حملہ کر کے مار دانا  
چاہئے۔ اس وقت اس چور کو اپنے بچاؤ کے لئے مار  
دانا جرم نہیں ہے۔

پس جب حالت بیان تک پہنچی کہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے جان نثار خدام شہید کر دیے گئے اور  
مسلمان ضعیف عورتوں تک کو نہایت سنگدلی اور بیجانی  
کے ساتھ شہید کیا گیا تو کیا حق نہ تھا کہ ان کو مزا دیجاتی  
اس وقت اگر اللہ تعالیٰ کا یہ فشاں ہوتا کہ اسلام کا نام نشان  
نہ ہو تو البتہ یہ ہو سکتا تھا کہ تلوار کا نام نہ آتا۔ مگر وہ چاہتا  
تھا کہ اسلام دنیا میں پھیلے اور دنیا کی نجات کا ذریعہ ہو  
اس لئے اس وقت محض ہفتہ کے لئے تلوار اٹھائی

گئی۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اسلام کا اس  
وقت تلوار اٹھانا کسی قانون مذہب اور اخلاق کے  
رد سے قابل اعتراض نہیں ٹھہرتا۔ وہ لوگ جو ایگل  
پر طمانچہ کہا کر دوسری پھر دینے کی تعلیم دیتے ہیں وہ یہی  
جبر نہیں کر سکتے اور جن کے ہاں کیڑے کا مار بھی گناہ  
سمجھا جاتا ہے۔ وہ بھی نہیں کر سکتے پھر اسلام پر  
اعتراض کیوں کیا جاتا ہے میں یہ ہی کہوں کہ کہتا  
ہوں کہ جو جاہل مسلمان کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے  
ذریعہ سے پھیلا ہے۔ وہ نبی معصوم علیہ الصلوٰۃ  
والسلام پر افترا کرتے ہیں اور اسلام کی برباد کرنا  
ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ اسلام ہمیشہ اپنی پاک تعلیم اور  
ہدایت اور اس کے ثمرات انوار و برکات اور  
معجزات سے پھیلا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کے عظیم الشان نشانات آپ کے اخلاق کی  
پاک تاثیرات نے اسے پھیلا یا ہے اور وہ  
نشانات اور تاثیرات ختم نہیں ہو گئی ہیں بلکہ ہر زمانہ  
میں تازہ و تازہ موجود رہتی ہیں اور یہی وجہ ہے جو  
میں کہتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ  
نبی ہیں۔ اس لئے آپ کی تعلیمات اور ہدایات  
ہمیشہ اپنے ثمرات دیتی رہتی ہیں اور آئندہ جب  
اسلام ترقی کرے گا تو اس کی یہی راہ ہوگی نہ کوئی  
اور۔ پس جب اسلام کی اشاعت کے لئے کبھی تلوار  
نہیں اٹھائی گئی تو اس وقت ایسا خیال بھی کرنا گناہ  
ہے۔ کیونکہ اب تو سب کے سب امن سے

بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور اپنے مذہب کی اشاعت  
کے لئے کافی ذریعے اور سامان موجود ہیں مجبور  
ہیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عیسائیوں  
اور دوسرے معترضین نے اپنے اسلام پر حملہ  
کرتے وقت ہرگز ہرگز انصاف پر غور نہیں کیا  
وہ دیکھتے کہ اس وقت تمام مخالف اسلام اور  
مسلمانوں کے امتیصال کے لئے تھے اور سب  
کے سب ملکر اس کے خلاف منصوبے کرتے  
اور مسلمانوں کو دکھ دیتے تھے۔ ان دکھوں اور  
تکلیفوں کے مقابلہ میں اگر وہ اپنی جان بچاتے تو  
کیا کرتے قرآن شریف میں یہ آیت موجود ہے

اذل للذین یقاتلون با نرا م ظلما  
اس کے معصوم ہوتا ہے یہ حکم اس وقت دیا گیا

جبکہ مسلمانو غیر ظلم کی حد ہو گئی تو انہیں مقابلہ کا حکم  
دیا۔ اس وقت کی یہ اجازت تھی دوسرے وقت  
کے لئے یہ حکم نہ تھا۔ چنانچہ مسیح موعود کے لئے  
یہ نشان قرار دیا گیا۔

### بیضہ الحرب

اب یہ تو اس کی سچائی کا نشان ہے کہ وہ لڑائی نہ کرے گا  
اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ اس زمانہ میں مخالفوں  
نے بھی مذہبی لڑائیاں چھوڑ دیں۔ ہاں اس مقابلہ  
نے ایک اور صورت اور رنگ اختیار کر لیا ہے اور وہ  
یہ ہے کہ قلم سے کام لے کر اسلام پر اعتراض کر رہے  
ہیں۔ عیسائی میں ان کا ایک ایک پرچہ چاس چاس  
ہزار نکلتا ہے۔ اور ہر طرح کوشش کرتے ہیں کہ  
لوگ اسلام سے بیزار ہو جائیں۔ پس اس کے مقابلہ  
کے لئے ہمیں قلم سے کام لینا چاہیے یا تیر چلانے  
چاہیں۔ اس وقت تو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو اس  
سے بڑھ کر احق اور اسلام کا دشمن کون ہو گا۔ اس  
قسم کا نام لینا اسلام کو بدنام کرنا ہے یا کچھ اور۔  
جب ہمارے مخالف اس قسم کی سعی نہیں کرتے  
حالانکہ وہ حق پر نہیں اور پھر کیا تعجب اور افسوس ہو گا  
کہ ہم حق پر ہو کر تلوار کا نام لیں۔ اس وقت ستم کسی  
کو تلوار دکھا کر کہو کہ مسلمان ہو جاؤ ورنہ قتل کر دوں گا  
پھر دیکھو نتیجہ کیا ہو گا۔ وہ پولیس میں گرفتار کر کے  
تلوار کا مزا چکھا دیگا۔

یہ خیالات سراسر یہودہ ہیں۔ ان لوگوں  
سے نکال دینا چاہیے۔ اب وقت آیا ہے کہ  
اسلام کا روشن اور درخشاں چہرہ دکھایا جاوے  
یہ وہ زمانہ ہے کہ تمام اشرار و فاسق کو  
دور کر دیا جاوے اور جو اسلام کے نورانی  
چہرہ پر داغ لگا یا گیا ہے۔ اسے دھو کر  
دکھایا جاوے۔ میں یہ بھی افسوس سے  
ظاہر کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے لئے جو  
موقع خدا تعالیٰ سے دیا ہے۔ اور  
عیسائی مذہب کے اسلام میں داخل  
کر سکتے تھے۔ جو راستہ کہہ لا گیا  
تھا۔ اسے ہی عسری نظر سے دیکھا

اور اس کا لفر کیا۔



میں نے اپنی تحریروں کے ذریعہ پورے طور پر اس طریق کو  
 چلایا ہے جو اسلام کو کیا سیلاب زدہ کرنا سبب بن گیا ہے  
 کہ میرا لاج میرے رسائل امریکہ اور یورپ میں جاتے ہیں  
 خدا تعالیٰ نے اس قوم کو فراموش نہ کیا۔ انہوں نے اس  
 خدا اور فرشتے سے اس کو سمجھ لیا ہے لیکن جب آپ نے  
 کے مسلمانوں میں اسے پیش کرنا ہون تو اس کے منہ میں جہاں  
 آجاتی ہے۔ گویا وہ دیرانہ سے قتل کیا جاتا ہے حالانکہ  
 قرآن شریف کی تعلیم تو یہی ہے۔ اذخراہی احسن  
 یہ تعلیم اس لئے تھی کہ اگر دشمن بھی ہو تو وہ اس نرمی اور  
 نرمی سے دوستانہ بن جائے۔ اور ان باتوں کو آرام اور  
 سکون کے ساتھ سن لے۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر  
 کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں وہ خوب جانتا ہے  
 کہ میں نے فریضہ میں کذاب نہیں اگر تم مجھے خدا تعالیٰ کی  
 قسم پر بھی اور ان نشانات کو بھی جو اس سے میری تائید  
 میں ظاہر کئے دیکھ کر مجھے کذاب اور منفری کہتے ہو تو پھر  
 میں نہیں خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ کسی ایسے منفری  
 کی نظیر پیش کر دو کہ باوجود اس کے کہ ہر روز اقرار اور  
 کذب۔ وہ اللہ تعالیٰ پر کرسے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی  
 تائید اور نصرت کرتا جاوے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس کو  
 ہلاک کر دیتے مگر یہاں اس کے برخلاف معاملہ ہو میں خدا  
 کی قسم کہ اگر کتابیوں کے میں صادق ہوں اس کی طرف  
 سے آیا ہوں۔ مگر مجھے کذاب اور منفری کہا جاتا ہے اور  
 پھر اللہ تعالیٰ ہر مقدمہ اور بلا میں جو قوم میرے خلاف  
 پیدا کرتی ہے۔ مجھے نصرت دیتا ہے اور اس سے مجھے  
 پھانسا ہے اور پھر ایسی نصرت کی کہ لاکھوں انسانوں کے  
 دل میں میری محبت والی ہے۔ میں اس پر اپنی سچائی کو حصر  
 کرتا ہوں اگر تم کسی ایسے منفری کا نشان دیدو کہ وہ کذاب  
 ہو اور اللہ پر اس نے اقرار کیا ہو اور پھر خدا تعالیٰ  
 نے اس کی ایسی نصرت کی ہوں اور اس قدر عرصہ تک  
 اسے زندہ رکھا ہو اور اس کی مرادوں کو پورا کیا ہو  
 دکھانا یقیناً سمجھو کہ خدا کے مسل ان نشانات اور  
 تائیدات سے شناخت کئے جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ ان  
 کے لئے دکھانا اور ان کی نصرت کرتا ہے میں اپنی قول  
 میں سچ ہوں اور خدا تعالیٰ جو دلوں کو دیکھتا ہے وہ میرے  
 دل کے حالات سے واقف اور خبردار ہے کیا تم تمنا  
 کرتے ہو کہ اس کے جہاں فرعون نے ایک آدمی نے کہا  
 تھا۔ ان کے لئے کذاب یعنی کذاب داناں ہیں

صادقاً یصکم بعض الذی یعدکم کیا تم یقین نہیں  
 کہتے کہ اللہ تعالیٰ جو لوگوں کا سب سے زیادہ دشمن ہے  
 تم سب ملا کر جو مجھ پر حملہ کرو۔ خدا کا غضب اس کے کہیں  
 تہہ نہ پہنچتا ہے۔ پھر اس کے غضب سے کون بچ سکتا ہے  
 یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے اس میں یہ نکتہ بھی یاد رکھو  
 کے قابل ہے کہ وعید کی پیشگوئیاں بعض پوری کر چکا  
 کل نہیں کہا اس میں حکمت کیا ہے حکمت یہ ہے کہ  
 وعید کی پیشگوئیاں مشروط ہوتی ہیں۔ وہ توبہ۔ استغفار  
 اور رجوع الی الحق سے بھی مل جایا کرتی ہیں پیشگوئی  
 دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وعدہ کی جیسے فرمایا  
 وعدہ اللہ الذین امنوا منکم۔ اہل سنت مانتے  
 ہیں کہ اس قسم کی پیشگوئیوں میں تکلف نہیں ہوتا کیونکہ  
 خدا تعالیٰ اگر تم سے لیکن وعید کی پیشگوئیوں میں وہ  
 ڈرا کر تمہیں بھی دیتا ہے۔ اس لئے کہ وہ رحیم ہے۔  
 بڑا نادران اور اسامہ سے دور پڑا ہوا ہے وہ شخص ہے  
 جو کہتا ہے کہ وعید کی سب پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں  
 وہ قرآن کریم کو چھوڑتا ہے۔ اس لئے کہ قرآن شریف تو  
 کہتا ہے۔ یصکم بعض الذی یعدکم۔ افسوس ہے  
 بہت سے لوگ مولوی کہلاتے ہیں۔ مگر انہیں نہ قرآن  
 کی خبر ہے نہ حدیث کی نہ سنت انبیاء کی صرف بعض  
 کی جھاگ ہوتی ہے۔ اس لئے وہ دھوکہ دیتے ہیں یاد  
 رکھو۔ اگر تم اذکار وعدہ دینی رحیم کا تقاضا یہی  
 ہو کہ قابل سزا اٹھ کر معاف کر دیتا ہے اور یہ تو انسان  
 کی بھی فطرت میں ہے کہ وہ معاف کر دیتا ہے ایک مرتبہ  
 میرے سامنے ایک شخص نے بناوٹی شہادت دی اس  
 پر جرح ثابت تھا وہ مقدمہ ایک انگریز کے پاس ہوا اسے  
 اتفاقاً چھٹی انگلی کہ کسی دور دراز جگہ پر اس کی تبدیلی  
 ہو گئی ہو وہ عمل میں ہوا جو مجرم تھا وہ بڑا آدمی تھا۔  
 فحشی سے کہا کہ یہ تو قید خانہ ہی میں مجاہد لگا اس نے  
 بھی کہا کہ حضور بال جتہ واس ہے۔ اس پر وہ انگریز بولا کہ  
 اب مثل مرتب ہو چکی ہے اب کیا ہو سکتا ہے پھر کہا کہ  
 اچھا اس شے کو جاک کر دو۔ اب غور کرو کہ انگریز کی تو  
 رحم آسکتا ہے۔ خدا کو نہیں آتا؟  
 پھر اس بات پر بھی غور کرو۔ کہ صدقہ اور خیرات کیوں  
 جاری ہے اور ہر قوم میں اس کا رواج ہے فطرتاً انسان  
 معصیت اور ہلاک کے وقت صدقہ دینا چاہتا ہے اور  
 خیرات کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ بکرے سے دو۔ کپڑے دو

یہ دو۔ وہ دو۔ اگر اس کے ذریعہ سے رو بلا نہیں ہوتا تو  
 پھر اضطراب انسان کیوں ایسا کرتا ہے؟ ضرور رو بلا ہوتا  
 ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کے اتفاق سے یہ بات  
 ثابت ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ صرف مسلمانوں کی  
 مذہب نہیں بلکہ یہودیوں۔ عیسائیوں اور ہندوؤں کا  
 بھی یہ مذہب ہے۔ اور میری سمجھ میں روئے زمین پر کوئی  
 اس امر کا منکر ہی نہیں جب کہ یہ بات ہے تو صاف کمال  
 گیا کہ وہ ارادہ الہی مل جاتا ہے۔  
 پیشگوئی اور ارادہ الہی میں صرف یہ فرق ہوتا ہے کہ  
 پیشگوئی کی اطلاع نبی کو دی جاتی ہے اور ارادہ الہی پر کسی کو  
 اطلاع نہیں ہوتی اور وہ غفلت رہتا ہے۔ اگر وہی ارادہ  
 الہی نبی کی معرفت ظاہر کر دیا جاتا تو وہ پیشگوئی ہوتی اگر  
 پیشگوئی نہیں مل سکتی۔ تو پھر ارادہ الہی بھی صدقہ نیرات  
 سے نہیں مل سکتا۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے چونکہ وعید کی  
 پیشگوئیاں مل جاتی ہیں اس لئے فرمایا۔ ان یلک صادقاً  
 یصکم بعض الذی یعدکم۔ اب اللہ تعالیٰ خود گواہی  
 دیتا ہے کہ بعض پیشگوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 بھی مل گئیں اگر میری کسی پیشگوئی پر ایسا اعتراض کیا جاتا ہے  
 تو مجھے اس کا جواب دو۔ اگر اس امر میں میری تکذیب کر دے  
 تو میری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرنے والے ٹھہرے  
 میں بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ یہی اہل سنت جماعت  
 اور کل دنیا کا مسلم مسند ہے کہ قرض سے عذاب کا وعدہ مل  
 جایا کرتا ہے۔ کیا حضرت یونس علیہ السلام کی نظیر بھی تمہیں  
 ہوں گئی ہے؟ حضرت یونس کی قوم سے جو عذاب مل گیا  
 تھا۔ اس کی وجہ کیا تھی؟ درمشورہ وغیرہ کو دیکھو اور بابل  
 میں یونہی کی کتاب موجود ہے اس عذاب کا قطعی وعدہ تھا  
 مگر حضرت یونس کی قوم نے عذاب کے آثار دیکھ کر توبہ کی اور  
 اس کی طرف رجوع کیا۔ خدا تعالیٰ نے اس کو بخش دیا اور عذاب  
 مل گیا اور حضرت یونس یوم نضرہ پر عذاب کے منتظر تھے۔  
 لوگوں سے خبریں پوچھتے تھے۔ ایک زمیندار سے پوچھا کہ  
 غنیوہ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ اچھا حال ہے۔ تو  
 حضرت یونس پر بہت غم طاری ہوا۔ اور انہوں نے کہا ان ارجع  
 الی قومی کذابا۔ یعنی میں اپنی قوم کی طرف کذاب کہلا کر  
 نہیں جاؤں گا۔ اب اس نظیر کے ہوتے ہوئے اور قرآن  
 شریف میں کی زبردست شہادت کی موجودگی میں میری کسی ایسی  
 پیش گوئی پر جو پہلے ہی سے شرعی تھی اعتراض کرنا تقویٰ  
 کے خلاف ہے۔ متقی کی یہ شان نہیں کہ بغیر سوچے سمجھے کہ



منہ سے نکال دے اور گنہگار بن جائے۔  
حضرت یونس کا قصہ بے حد دردناک اور عبرت بخش ہے  
اور کتاب میں لکھا ہوا ہے اسے غور سے پڑھو۔  
یہاں تک کہ وہ دریا میں گرے گئے اور مچھلی کے  
پیٹ میں گئے۔ تب تو یہ منظور ہوئی یہ منہ اور عتاب حضرت  
یونس پر کیوں پڑا؟ اس لئے کہ وہ خود نے خدا کو تارو  
سپہا کر وہ دعویٰ کو ٹالتا ہے۔ مگر یہ تم لوگ کیوں میرے  
مشتاق جاہلی کرتے ہو؟ اور میری گدھیب کے لئے  
ساری بنو تان کو جھٹلاتے ہو۔  
یاد رکھو کہ خدا کا نام غفور ہے۔ پھر کیوں وہ پڑے  
کرے والوں کو معاف نہ کرے۔ اس قسم کی غلطیاں  
میں جو قوم میں واقع ہو گئی ہیں۔ انہیں غلطیاں  
سے جہاد کی غلطی بھی ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ جب میں کہتا  
ہوں کہ جہاد حرام ہے تو کالی پٹی انھیں نکال لیتے  
ہیں۔ حالانکہ خود ہی مانتے ہیں کہ جو حدیثین حق مہدی کی  
میں وہ مخدوش ہیں۔ مولوی محمد حسین بنا لوی نے اس  
باب میں سلسلے پتے میں اور یہی مذہب میان تیر حسین  
دلوی کا تھا۔ وہ ان کو قطعی صحیح نہیں سمجھتے پھر مجھے  
کیوں کا فب کہتا ہے۔  
چھی بات یہی ہے کہ مسیح موعود اور مہدی کا  
نام ہی ہے کہ وہ از ایون کے سلسلہ کو بند کر دیگا  
اور قوم اور دعا اور توجہ سے اسلام کا بول بالا کر لیگا اور  
افسوس ہے لوگوں کو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی اس  
لئے کہ جس قدر توجہ دنیا کی طرف ہے دین کی طرف نہیں  
دنیا کی آلودگیوں اور ناپاکیوں میں مبتلا ہو کر یہ امید  
کیونکر کر سکتے ہیں کہ ان پر قرآن کریم کے معارف کھلیں  
وہ تو صاف کہتا ہے۔  
**لا یمسہ الا المظہرون**  
اس بات کو بھی دل سے سنو کہ میرے نبوت  
ہونے کی علت غائی کیا ہے؟ میرے آنے کی  
غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید  
ہے۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ میں اس  
لئے آیا ہوں کہ کوئی نئی شریعت سکھاؤں یا نئے  
احکام دوں یا کوئی نئی کتاب نازل ہوگی۔ ہرگز نہیں  
اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے تو میرے نزدیک  
وہ سخت گمراہ اور بیدین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے

اب کوئی شریعت نہیں آسکتی قرآن مجید تم کو کتاب  
ہے۔ اس میں اب ایک منہشہ یا نازلہ کی کمی بیشی  
کی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوض اور  
قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا  
خاتمہ نہیں ہو گیا۔ وہ ہر زمانہ میں تازہ تازہ  
موجود ہیں اور انہیں فیوض اور برکات کے  
ثبوت کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے کہہ دیا ہے  
اسلام کی حالت جو اس وقت ہے وہ پوشیدہ  
نہیں۔ بالاتفاق مان لیا گیا ہے کہ ہر قسم کی  
گمراہیوں اور انحراف کا نشانہ ان ہر ہے  
میں ہر پہلو سے وہ گزر رہے ہیں۔ ان کی زبان  
سنا کر ہے تو دل نہیں ہے اور اسلام پیچ ہو  
کیا ہے۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ نے  
مجھے بھیجا ہے کہ میں اس کی حمایت اور سرپرستی  
کردوں اور اپنے وعدہ کے موافق بھیجا ہے۔  
کیونکہ اس نے فرمایا تھا۔  
**انا نحن منہ الذکر امانہ لحافظون**  
اگر اس وقت حمایت اور نصرت اور حفاظت نہ کی  
جاتی تو وہ اور کون سا وقت آوے گا۔ اب اس وقت جو ہر  
صدی میں وہی حالت ہو رہی ہے جو تیر کے  
موقع پر ہو گئی تھی جس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
**ولقد نصرکم اللہ ببذلہ وانقم اذلة**  
اس آیت میں بھی دراصل ایک پیغام کی مرکز تھی  
یعنی جب جو وہ ہیں مہدی میں اس قدر نصیحت اور  
ناتوان ہو جاویگا اس وقت اللہ تعالیٰ اس وعدہ  
حفاظت کی موافق اس کی نصرت کرے گا۔ پھر تم کیوں  
تعجب کرتے ہو کہ اس نے اسلام کی نصرت کی؟ مجھے  
اس بات کا افسوس نہیں کہ میرا نام وصال اور کذاب  
رکھا جاتا ہے اور مجھ پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں۔  
اس لئے کہ یہ ضرور تھا کہ میرے ساتھ وہی ملوک  
ہو تا جو مجھ سے پہلے فرستادوں کے ساتھ ہوا  
تائیں بھی اس قدیم سنت سے قطع پاتا۔  
میں نے تو ان مصائب اور شدائد کا کہہ بھی  
دیا تھا کہ میں یا نہیں جو یہ تہمتیں درمستکات  
ہمارے نبی سید و مولیٰ آلِ حضرت علی علیہ السلام  
کی راہ میں آئیں اس کی نظیر انبیاء علیہم السلام

کے سلسلے میں کسی کے لئے نہیں پائی جاتی آپ کے  
اسلام کی خاطر وہ وہاں تھے کہ قوم ان کے کہنے  
اور زبان ان کے بیان سے عاجز ہے اور اسی  
سے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ کیسے جلیل الشان اور  
والعزم نبی تھے۔ اگر خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت  
آپ کے ساتھ نہ ہوتی تو ان کی شکایات کے پکار کر  
اٹھانا ناممکن ہو جاتا اور اگر کوئی اور نبی ہوتا تو وہ  
جی رہ جاتا۔ مگر جس اسلام کو ابی مہدی نے ان کے  
دلوں کے ساتھ آپ سے پھیلایا۔ ان اس کا حال  
جو ہو گیا ہے وہ میں کیوں کر بیان کروں  
اسلام کے لئے قرآن شریف کے ان الفاظ خدا کی  
محبت میں اور اطاعت میں فنا ہو جاوے اور جس طرح  
پر ایک کبریٰ کی گردن تھام کے کھڑے رہے اس  
طرح مسلمان کی گردن خدا تعالیٰ کی اطاعت کے  
لئے رکھ دی جاوے اور اس کا مقصد یہ تھا کہ  
خدا تعالیٰ کو رخصت لا شرک ہے کہ بے آنحضرت صلی  
علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اس وقت یہ توحید کم ہو گئی  
تھی اور یہ دلش آریہ ورت بھی تون سے بھاڑا  
تھا جیسا کہ نبوت دیا نہ رہتی تھی اس کو  
تسلیم کیا ہے۔ ایسی حالت اور ایسے وقت میں  
ضرور تھا کہ کپ مبعوث ہوتے۔ اسی کا ہر ملک یہ  
زمانہ بھی ہے۔ جس میں بت پرستی کا زمانہ پرستی  
اور ہریت بھی پھیل گئی ہے اور اسلام کا اصل مقصد  
اور روح باقی نہیں رہا۔ اس کا منہ تو یہ تھا کہ خدا کی  
محبت میں فنا ہو جاوے اور اس کے سوا کسی کو معبود نہ سمجھا  
اور مقصد ہے کہ انسان وہ خدا ہو جاوے۔ یہ دنیا  
نہ ہے اور اس مقصد کے لئے اسلام نے اپنی تعلیم  
کے دو حصے کے ہیں اول حقوق اللہ دوم حقوق العباد  
حق اللہ یہ ہے کہ اس کو واجب الاطاعت ہے اور  
حقوق العباد یہ ہے کہ خدا کی مخلوق سے ہمدردی  
کریں یہ طریق اچھا نہیں کہ صرف مخالفت مذہب کی وجہ  
سے کسی کو دھک دین۔ ہمدردی اور صلہ الگ پیغمبر  
ہے اور مخالفت مذہب دوسری شے۔ مسلمانوں کا  
دو گروہ ہو جاتا۔ ایک غلطی اور خدا نہیں بن سکتا۔  
نہیں نے یہ جو بڑا مسئلہ تھا کہ ان کا ناب نہ طور پر  
ہی لینا درست ہے۔ خود میری نسبت بھی ان  
لوگوں نے فتنہ دیا۔ کہ ان کا مال و مال و مال



یہاں تک ہی کہ ان کی بیویاں نکال لوں گا کہ اسلام  
 میں اس قسم کی ناپاک تعلیمیں نہ پھیل سکیں اور یہاں تک کہ  
 اور نصف مذہب تھا۔ اسلام کی مثال ہم یوں لے  
 سکتے ہیں جیسے باپ اپنے حقوق بوقت کوپ ہوتا ہے  
 اسی طرح وہ چاہتا ہے کہ اولاد میں ایک دوسرے  
 کے ساتھ جبروری ہو۔ وہ نہیں چاہتا کہ ایک دوسرے  
 کو مارے۔ اسلام بھی جہاں یہ چاہتا ہے کہ نہ کہ  
 کوئی شریک نہ ہو۔ وہاں اس کا یہ منشا ہے کہ نوع  
 انسان میں مودت اور رحمت ہو۔

نماز میں جو باعث کا زیادہ ثواب کہہ رہے اس  
 دنیا ہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور پھر اس  
 وحدت کو عمل تک پہنچانے کی یہاں تک ہدایت اور  
 تائید ہے کہ باہم باہم بھی مادی ہوں اور صرف  
 جو بھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں  
 اس سے مطلب یہ ہے کہ اگر ایک ہی انسان کا حکم  
 رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر  
 لیں وہ تمیز جس سے خودی اور خود غرضی پیدا ہوتی  
 ہے نہ رہے یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے  
 کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرنا ہے اور پھر اسی  
 وحدت کے لئے حکم ہے کہ روزانہ نماز میں مملکت کی مسجد  
 میں اور ہفتے کے بعد شہر کی مسجد میں اور ہر سال کے  
 بعد عید گاہ میں جمع ہوں اور کل زمین کے مسلمان  
 سال میں ایک مرتبہ بیت المقدس میں آکھٹے ہوں ان  
 محکم احکام کی وہی غرض وحدت ہے۔

اللہ تعالیٰ سنہ حقوق کے وہی حق رکھے  
 میں ایک حقوق اللہ دوسرے حقوق العباد۔ اس پر بیت  
 گاہ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے ایک۔ تمام پر اللہ تعالیٰ  
 فرماتا ہے۔ فاذا ذکر اللہ کذکرکم اباءکم او  
 اختد ذکرکم۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو جس طرح  
 ہر تم اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی  
 بڑھ کر۔ اس جگہ دور مزمین ایک تو ذکر اللہ کو ذکر اباء  
 سے شایستگی ہے اس میں یہ ترہجہ کہ اباء کی  
 محبت ذاتی اور فطری محبت ہوتی ہے۔ دیکھو ہم کو  
 یہاں مانا جاتا ہے وہ اس وقت بھی مان مان ہی  
 پکارتا ہے۔ یہاں اس آیت میں اللہ تعالیٰ انسان کو  
 ایسی تعلیم دیتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے فطری محبت کا  
 تعلق پیدا کرے۔ اس محبت کے بعد عبادت اور

اسکی خود بخود پیدا ہوتی ہے۔ یہی وہ اصل مقصد عبادت  
 ہے جو ان انسان کو یہ بتاتا ہے۔ یعنی اس میں  
 اللہ تعالیٰ کے لئے فطری اور ذاتی محبت پیدا ہو جائے  
 اور ایک مقام پر یوں فرمایا ہے۔

ان اللہ یا صریحا بعدل والاحسان واینا ذی القربى  
 اس آیت میں ان تین مارج کا ذکر کیا ہے جو انسان کو حاصل  
 کرنے چاہئیں۔ پہلا مرتبہ عدل اور عدل یہ ہے  
 کہ انسان کسی سے کوئی نیکی کرے بشرط معاوضہ۔ اور  
 یہ ظہر بات ہے۔ کہ ایسی نیکی کوئی اعلیٰ درجہ کی بات  
 نہیں بلکہ سب سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ عدل کرو اور  
 اگر اس پر ترقی کرو تو پھر وہ احسان کا درجہ ہے۔ یعنی  
 بلا عوض سلوک کرو۔ لیکن یہ امر کہ جو بدی کرتا ہے اس  
 سے نیکی بجاؤ۔ کرنی ایک گال پر ٹھانچہ مارے دوسری  
 پھیر دی جاوے یہ صحیح نہیں یا یہ کہ جو عام طور پر  
 یہ تعلیم علم راہدین میں نہیں آسکتی۔ چنانچہ سعدی کہتا ہے  
 نکوئی با بدال کردن چنان است  
 کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

اس لئے اسلام میں انتقامی حدود میں جو اعلیٰ درجہ  
 کی تعلیم دی ہے کہ کوئی دوسرا مذہب اس کا مقابلہ نہیں  
 کر سکتا اور وہ یہ ہے۔

جزاء مسیئة مسیئة مثلاً ومن عفی واصل  
 یعنی بدی کی نذر اس قدر بدی ہے اور جو کوئی معاف کر  
 دے گویا اسے محل اور مقام پر کہ وہ عفو اسلاح کا  
 موجب ہو۔ اسلام نے عفو و غفران کی تعلیم دی لیکن یہ  
 نہیں کہ اس سے شر بڑھے۔  
 غرض۔ عدل کے بعد دوسرا احسان کہتے ہیں  
 بغیر کسی معاوضہ کے سلوک کیا جاوے۔ لیکن اس سلوک  
 میں بھی ایک قسم کی خود غرضی ہوتی ہے کسی نہ کسی  
 وقت انسان اس احسان یا نیکی کو جتنا دیتا ہے اس  
 لئے اس سے بڑھ کر ایک تعلیم دی اور وہ

ایتنا ذی القربى  
 کا درجہ ہے۔ ان جو اپنے ہم کے ساتھ سلوک کرتی  
 ہے وہ اس سے کسی معاوضہ اور انعام و اکرام کی غرض  
 نہیں ہوتی وہ اس کے ساتھ جو نیکی کرتی ہے۔ انفس  
 طبیعت سے کرتی ہے اگر بادشاہ اس کو حکم دے  
 کہ تو اس کو وہ درت دو اور اگر یہ تیری غفلت سے  
 مر جائے تو مجھے کوئی مناسبت نہیں دی جاوے گی بلکہ

دیا جاوے گا۔ اس صورت میں وہ بادشاہ کا حکم مانے کو  
 آمبولی۔ بلکہ اس کو گامیان دیگی۔ کہ یہ میری اور وہ دشمن  
 ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ذاتی محبت کر رہی ہے  
 اس کی غرض درمیان میں یہ اصل وجہ کی تعلیم ہے  
 جو اسلام پیش کرتا ہے۔ اور یہ ایت حقوق اللہ او حقوق العباد  
 دونوں پر حاوی ہے۔ حقوق اللہ کے پہلو سے لیا جاتا ہے  
 اس آیت کا غور یہ ہے کہ انسان کی رعایت سے اللہ تعالیٰ  
 کی اطاعت اور عبادت کرو۔ جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور  
 تمہاری پرورش کرتا ہے اور جو الامت الہی میں اس مقام  
 سے ترقی کرے۔ تو احسان کی پابندی سے اطاعت کرے کہ  
 وہ مومن ہے اور اس کے احسانات کو کوئی شمار نہیں کر سکتا  
 اور چونکہ محسن کے شہاں اور خصائل کو مد نظر رکھنے سے  
 اس کے احسان مازہ رہتے ہیں۔ اس لئے احسان کا مفہوم  
 انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا ہے کہ ایسے طور پر اللہ تعالیٰ  
 کی عبادت کرے وہاں دیکھ رہا ہے یا کہ از کم یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے  
 دیکھ رہا ہے۔ اس مقام تک انسان میں ایک جانب رہتا ہے  
 لیکن اس کے بعد تیسرا درجہ ہے ایت ذی القربى  
 کا یعنی اللہ تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا ہوتی ہے۔  
 حقوق العباد کے پہلو سے میں اس کے لئے ہر ایک کا حق  
 اور یہ بھی میں نے بیان کیا ہے کہ یہ تیسرا درجہ ہے  
 نے دی ہے کہ اس کا مقام ہے زمین دی و انسانی کمال۔ نہ کہ  
 کوئی نظیر اس کی پیش نہیں کر سکتا یعنی

جزاء مسیئة مسیئة مثلاً  
 اس میں عفو کے لئے یہ شرط لگی ہے کہ میں میں اصلاحی ہو۔  
 یہودیوں کے مذہب نے تو یہ کیا تھا کہ اگر کسی نے اپنے  
 اور دانت کے بدلے دانت الاضرہ۔ نہیں انتقامی قوت  
 اس قدر بڑھ گئی تھی اور یہاں یہ عادت ان میں پختہ ہو گئی تھی  
 کہ اگر باپ نے بدترین کیا تو بیٹے اور اس کے پوتے تک  
 کے ذرائع میں یہ امر ہوتا تھا کہ وہ بدلہ لے اس وقت  
 ان میں کینہ تیزی کی عادت بڑھ گئی تھی اور وہ بہت سنگدل  
 اور شدید ہو چکے تھے۔ یہاں یوں اس تعلیم کے مقابل  
 تعلیم دی کہ ایک گال پر کوئی ٹھانچہ مارے تو دوسری بھی پیڑ  
 ایک کوس بیگا لیاوے۔ تو وہ کوس پیچے جاوے وغیرہ۔ اس  
 تعلیم میں جو نقص ہے وہ یہ ہے کہ اس پہلے راہدین میں  
 ہو سکتا۔ اور عیسائی گورنمنٹوں نے عملی طور ثابت کر دیا ہے  
 کہ یہ تعلیم کا نقص جو کیا یہ کسی کی ثابت ہو سکتی ہے کہ کوئی  
 خبیثٹ طمانچہ مار کر ذات نکال دے تو پھر وہ ہی کا کھیر





کہ ہاں اب دوسرا دانت بھی نکال دو۔ وہ خبیث تو اور بھی  
دلیر ہو جاویگا اور اس سے امن عامہ میں خلل واقع ہو  
جاویگا۔ یہ ہم کو تسلیم کریں کہ یہ تعلیم عمدہ ہے یا خدا کا  
کی مرضی کے موافق ہو سکتی ہے؟ اگر اس پر عمل ہو تو کسی  
ملک کا بھی انتظام نہ ہو سکے۔ ایک ملک ایک دشمن چھین  
لے تو دوسرا خود حوالے کرنا پڑے ایک افسر گرفتار ہو  
جائے تو دوس اور ویدے جاوین یہ نقص میں جو ان  
تعلیموں میں ہیں اور یہ بھی نہیں۔

ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ یہ احکام بطور قانون محض الزام  
تھے۔ جب وہ زمانہ گزر گیا۔ دوسرے لوگوں کے حساب حال  
وہ تعلیم نہ رہی۔ یہودیوں کا وہ زمانہ تھا کہ وہ چار سو برس  
تک غلامی میں رہے اور اس غلامی کی زندگی کی وجہ سے  
ان میں مساوت قافی بڑھ گئی اور وہ کینہ کش ہو گئے اور  
یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس بادشاہ کے زمانہ میں کوئی  
ہوتا ہے۔ اس کے اخلاق بھی اسی قسم کے ہوجاتے ہیں  
سکھوں کے زمانہ میں اکثر لوگ دکانو ہوجاتے تھے انگریزوں  
کے زمانہ میں تعلیم اور تہذیب پھیلی جاتی ہے اور ہر شخص  
اس طرک کو شمش کر رہا ہے۔ غرض نبی اسرائیل نے  
فرعون کی ماتحتی کی تھی۔ اسی وجہ سے ان میں ظلم بڑھ  
گیا تھا۔ اس لئے توریت کے زمانہ میں عدل کی ضرورت مقدم  
تھی۔ کیونکہ وہ لوگ اس سے بے خبر تھے اور جابرانہ  
غارت رکھتے تھے اور انہوں نے یقین کر لیا تھا کہ  
دانت کے بدلے دانت کا توڑنا ضروری ہے اور یہ ہمارا  
فرص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے ان کو سکھایا  
کہ عدل تک پہنچنا نہیں رہتی بلکہ احسان بھی ضروری  
ہے۔ اس سبب سے مسیح کے ذریعہ انہیں یہ تعلیم  
دی گئی۔ کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دو۔ اور  
جب اسی پر سناٹا نہ دیا گیا۔ تو آخر اللہ تعالیٰ نے  
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس تعلیم کو  
اصل نقطہ پر پہنچا دیا۔ اور وہ یہی تعلیم تھی کہ ہدی کا بدلہ  
اس قدر بدی ہے۔ لیکن جو شخص معاف کر دے اور معاف  
کرنے سے اصلاح ہوتی ہو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور  
اجر ہے۔ حقوق کی تعلیم دی ہے مگر ساتھ قید لگائی کہ اصلاح  
ہوئے محل عفو نقصان پہنچاتا ہے۔ پس اس مقام پر غور کرنا  
چاہئے کہ جب توقع اصلاح کی ہو تو عفو ہی کرنا چاہئے جیسے  
وہ خدا کا رسول ایک بڑا شریف الاصل اور فرمانبردار اور  
خیر خواہ ہو۔ لیکن اتفاقاً اس سے کوئی غلطی ہو جاوے

اس موقع پر اس کو معاف کرنا ہی مناسب ہے اگر سزا دی  
جاوے تو تحکیم نہیں۔ لیکن ایک بد معاش اور سیر  
ہے۔ ہر روز نقصان کرتا ہے اور شرارتوں سے باز  
نہیں آتا۔ اگر اسے چھوڑ دیا جاوے تو وہ اب بھی بے باک  
ہو جاویگا۔ اس کو سزا دینی چاہیے۔ غرض اس طرح  
محل اور موقع شناسی سکام کو۔ یہ تعلیم ہے جو اسلام  
نے دی ہے اور جو کامل تعلیم ہے۔ اس کے بعد اور  
کوئی نئی تعلیم یا شریعت نہیں آسکتی آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور قرآن شریف خاتم الکتاب  
اب کوئی اور کلمہ یا کوئی اور نماز نہیں ہو سکتی جو کچھ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کر کے دکھایا  
اور جو کچھ قرآن شریف میں ہے۔ اس کو چھوڑ کر نیا نہیں  
لے سکتی جو اس کو چھوڑ دیا۔ وہ جہنم میں جاویگا۔ یہ ہمارا مذہب  
اور عقیدہ ہے جو گمراہی کے ساتھ کبھی خیال نہیں چاہئے۔ کہ  
اس امت کے مخاطبات اور مکالمات کا دروازہ کھلا ہے  
اور یہ دروازہ کو یا قرآن مجید کی سچائی اور آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کی سچائی پر بروقت تازہ شہادت ہو اور اس کے  
لئے خدا تعالیٰ نے سورہ فاتحہ ہی میں دعا سکھائی ہے  
اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین  
انعمت علیہم۔ انعمت علیہم کی یاد کے لئے  
جو دعا سکھائی۔ تو ان میں انبیاء علیہم السلام کے مکالمات  
کے حصول کا اشارہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام  
کو جو کامل دیا گیا ہے وہ معرفت الہی کا مکمل تھا اور یہ  
نعمت ان کو مکالمات اور مخاطبات سے ملی تھی اس کے  
تم بھی خواہاں رہو پس اس نعمت کے لئے یہ خیال کر دو قرآن  
شریف اس دعا کی نوید دیتا ہے کہ تاج گمراہ کچھ بھی  
نہیں یا اس امت کے کسی فرد کو بھی یہ شرف نہیں مل سکتا  
کہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہو گیا ہے ہمارا اس سے اسلام  
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تہاں ثابت ہوگی یا کوئی  
خوبی ثابت ہوگی۔ میں مسیح سچ کہتا ہوں کہ جو شخص یہ  
اعتقاد رکھتا ہے۔ وہ اسلام کو بدنام کرتا ہے اور اس  
سے بغیر شریعت کو سمجھا ہی نہیں۔ اسلام کے مقاصد میں  
سے تو یہ امت کا انسان صرف زبان ہی سے وعدہ لا  
شریک نہ کہے بلکہ درحقیقت سمجھ لے اور بہشت  
دورخ پر خیالی ایمان نہ ہو بلکہ فی الحقیقت اسی زندگی میں  
وہ بہشتی کیفیات پر اطلاع پائے اور ان گناہوں سے  
جن میں وحشی انسان مبتلا ہیں۔ نجات پائے یہ عظیم الشان

مقصد اسلام کا تھا اور ہے اور یہ ایسا پاک عظیم مقصد  
کہ کوئی دوسری قوم اس کی نظیر اپنے مذہب میں پیش نہیں  
کر سکتی اور نہ اس کا نمونہ دکھا سکتی ہو۔ کہیں کو تو ہر ایک کہہ  
سکتا ہے مگر وہ کون ہو جو دکھا سکتا ہو؟  
میں نے آریلین سے عیسائیوں سے پوچھا ہے۔ کہ وہ  
خدا جو تم مانتے ہو۔ اس کا کوئی ثبوت پیش کرو۔ نہی زبانی  
لائ دگراف سے بڑھ کر وہ کچھ بھی نہیں دکھا سکتے۔ وہ  
سچا خدا جو قرآن شریف نے پیش کیا ہے۔ اس سے یہ  
توفیق تاؤتخیزین۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے کسے کسے نہیں  
ایک ذریعہ مکالمات کا تھا جس کے سبب اسلام  
دوسرے مذاہب سے ممتاز رہا۔ مگر انہوں نے ان مسلمانوں نے  
میری مخالفت کا وجہ سے اس سے بھی انکار کر دیا۔  
یقیناً یاد رکھو۔ کہ گناہوں سے بچنے کی توفیق اس وقت مل  
سکتی ہے۔ جب انسان اور سے طور پر اللہ کا پر ایمان ہو کر  
یہی ہر مقصد انسانی زندگی کا ہے کہ گناہ کے پنجے سے  
نجات پائے۔ دیکھو ایک سانپ جو خوشیا معلوم ہوتا ہے  
بچہ تو اس کو ماتھے میں پکڑنے کی خواہش کر سکتا ہو اور ہاتھ  
بھی ڈال سکتا ہو۔ لیکن ایک عقلمند جو جانتا ہو کہ سانپ  
کاٹ کھائیگا اور ہلاک کر دیگا۔ وہ کبھی جرات کر سکتا ہو  
کہ اس کی طرف پکے بلکہ اگر معلوم ہو جاوے کہ کسی مکان میں  
سانپ ہو تو اس میں بھی داخل نہیں ہوگا۔ ایسا ہی زہر کو  
جو ہلاک کر نیوال چیز سمجھتا ہو تو اس کے کھانے پر وہ  
دلیر نہیں ہوگا پس اسی طرح ہر بے باک گناہ کو خطرناک  
زہر یقین نہ کرے۔ اس سے بچ نہیں سکتا یہ یقین نہ  
کے بدون پیدا نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ کیا بات ہو کہ انسان  
گناہوں پر اس قدر دلیر ہو جاتا ہے باوجودیکہ وہ خدا کا  
پر ایمان آتا ہے اور گناہ کو گناہ بھی سمجھتا ہے۔ اس کی وجہ  
بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ وہ معرفت اور بصیرت نہیں  
رکھتا جو گناہ سے فطرت پیدا کرتی ہے اگر یہ بات پیدا  
نہیں ہوتی۔ تو پھر اقرار کرنا پڑیگا کہ معاذ اللہ اسلام بے اہم  
مقصد سے خالی ہو۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ ایسا نہیں یہ مقصد  
اسلام ہی کا مل طور پر پورا کرتا ہے اور اس کا ایک ہی ذریعہ  
مکالمات و مخاطبات الہیہ کیونکہ اسی سے اللہ تعالیٰ کی ہستی  
پر کامل یقین پیدا ہوتا ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ  
فی الحقیقت اللہ تعالیٰ گناہ سے بیزار ہو اور وہ سزا دیتا ہو  
گناہ ایک زہر ہے جو محل صغیر سے شروع ہوتا ہے اور  
پھر کبیر ہو جاتا ہے اور انجام کار کفر کا پہنچا دیتا ہو



میں جبکہ معترضہ کے طور پر کہتا ہوں کہ اپنی اپنی جگہ پر قوم کو یہ فکر لگا ہوا ہے کہ ہم گناہ سے پاک ہو جائیں مثلاً آریہ صاحبان نے تو یہ بات رکھی ہوئی ہے کہ جو گناہ کی بنا کے اور کوئی صورت پاک ہونے کی ہے وہی نہیں ایک گناہ کے بدلے کوئی لاکھ جہنم میں جیتا انسان ان جوہنوں کو نہ بھگتے وہ پاک ہی نہیں ہو سکتا مگر اس میں بڑے مشکلات ہیں۔ سب بڑھ کر یہ کہ جب کہ ہم مخلوقات گنہگار ہی ہیں۔ تو اس سے نجات کب ہوگی؟ اور اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ ان کے ہاں یہ امر سامنے ہے کہ نجات یافتہ ہی ایک عرصہ کے بعد کئی خانہ سے نکال دئے جادین کر تو پھر اس نجات سے فائدہ ہی کیا ہوا جب یہ سوال کیا جاوے کہ نجات پانے کے بعد کیوں نکالتے ہو تو بعض کہتے ہیں کہ نکالنے کے لئے ایک گناہ باقی رکھ لیا جاتا ہے اب غور کر کے بتاؤ کہ کیا یہ قادر خدا کا کام ہو سکتا ہے؟ اور پھر جبکہ ہر نفس اپنے نفس کا خود خالق ہے خدا تعالیٰ اس کا خالق ہی نہیں (معاذ اللہ) تو اسے حاجت ہی کیا ہے کہ وہ اس کا ماتحت ہے۔

دوسرا بیلا عیسائیوں کا ہے۔ انہیں نے گناہ سے پاک ہونے کا ایک پہلو سوچا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو خدا اور خدا کا بیٹا مان لو اور پھر یقین کر لو کہ اس نے ہمارے گناہ اٹھائے اور وہ صلیب کے ذریعہ لقمی ہوا نفوذ باللہ من ولک۔ اب غور کرو کہ حصول نجات کو اس طریق سے کیا تعلق؟

گناہوں سے بچانے کے لئے ایک اور بڑا گناہ تجویز کیا کہ انسان کو خدا بنایا گیا کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور گناہ ہو سکتا ہے؟ پھر خدا بنا کر اسے معاف کرنا بھی قرار دیا۔ اس سے بڑھ کر گستاخی اور بے ادبی مقدم کی کیا ہوگی؟

ایک کہتا ہے تاج کا مندرج خدا بنا لیا گیا حالانکہ توحید میں لکھا تھا کہ دوسرا خدا نہ ہو نہ آسمان پر نہ زمین پر۔ پروردگاروں اور چوکھون پر تعلیم لکھی گئی تھی۔ اس کو چھوڑ کر یہ نیا خدا اتر آ گیا۔ جس کا کچھ بھی پتہ توحید میں نہیں ملتا ہے۔ میں نے فاضل ہودی سے پوچھا ہے کہ کیا تمہارے ہاں ایسے خدا کا پتہ ہے۔ جو ہم کے پیٹ سے نکلے اور وہ بیویوں کے ہاتھوں سے ٹہین کھاتا پھرے۔ اس پر ہودی علماء نے مجھے یہی جواب دیا کہ یہ محض افتراء ہے۔ توحید سے کسی ایسے خدا کا پتہ

نہیں ملتا۔ ہمارا وہ خدا ہے۔ جو قرآن شریف کا خدا ہے یعنی جس طرح قرآن مجید نے خدا تعالیٰ کی وحدت کی اطلاع دی ہے۔ اسی طرح ہم توحید کے رُوسے خدا تعالیٰ کو وحدہ لا شریک مانتے ہیں اور کسی انسان کو خدا نہیں مان سکتے۔ اور یہ تو موٹی بات ہے۔ اگر بیویوں کے ہاں کسی ایسے خدا کی خبر دی گئی ہو تو جو عورت کے پیٹ سے پیدا ہو نہ لائے۔ تو وہ حضرت میح کی ایسی سخت مخالفت ہی کیوں کرتے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس کو صلیب پر چڑھا دیا۔ اور ان پر کفر کہنے کا الزام لگاتے تھے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس امر کو ماننے کے لئے قطعاً طیار نہ تھے۔ غرض عیسائیوں نے گناہ کے دور کر نیکو علاج تجویز کیا ہے وہ ایسا علاج ہے جو بجائے خود گناہ کو پیدا کرتا ہے اور اس گنہ گار سے نجات پانے کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

انہوں نے گناہ کے دور کر نیکو علاج گناہ تجویز کیا ہے۔ جو کسی حالت اور صورت میں مناسب نہیں یہ لوگ اپنا نادان دوست ہیں اور ان کی مثال اس بندہ کی سی جس نے اپنے آقا کا خون کر دیا تھا۔ اپنے بچاؤ کے لئے اور گناہوں سے نجات پانے کے لئے ایک ایسا گناہ تجویز کیا جو کسی صورت میں بخشنا نہ جاوے شکر کیا اور عجز انسان کو خدا بنالیا۔

مسلمانوں کے لئے کس قدر خوشی کا مقام ہے کہ ان کا خدا ایسا خدا نہیں جس پر کوئی اعتراض حملہ ہو سکے وہ اس کی طاقتوں اور قدرتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی صفات پر یقین لاتے ہیں مگر جنہوں نے انسان کو خدا بنایا یا بتوں کے لئے اس کی قدرتوں سے انکار کر دیا ان کے لئے خدا کا عدم وجود ہے۔ جیسے مثلاً آریوں کا مذہب ہے کہ ذرہ ذرہ اپنے وجود کا آپا ہی خدا ہے اور اس کے کچھ بھی پیدا نہیں کیا اب بتاؤ کہ جب ذرات کو وجود کا خالق خدا نہیں۔ تو ان کے قیام کے لئے خدا کی حاجت کیا ہوگی جبکہ طاقتیں خود بخود موجود ہیں اور ان میں اتصال اور انفصال کی توہین بھی موجود ہیں۔ پھر انصاف سے بتاؤ کہ ان کے لئے خدا کے وجود کی کیا ضرورت ہو؟

میں سمجھتا ہوں اس عقیدہ کو رکھنے والے آریوں اور دہریوں میں ۱۹ اور ۲۰ کا فرق ہو۔

اب صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو کامل اور زندہ مذہب ہے اور اب وقت آ گیا ہے کہ پھر اسلام کی

عظمت و شوکت ظاہر ہو اور اسی مقصد کو لیکر آیا ہوں مسلمانوں کو چاہئے کہ جو انوار و برکات اس وقت آسمان سے اتر رہی ہیں وہ ان کی قدر کریں اور اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ وقت پر ان کی دستگیری ہوئی اور خدا تعالیٰ نے اپنی وعدہ کی موافق اس مصیبت کی وقت ان کی نصرت فرمائی۔ لیکن اگر وہ خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر نہ کریں گے۔ تو خدا تعالیٰ ان کی کچھ پروا نہ کرے گا وہ اپنا کام کر کے رہے گا مگر ان پر افسوس ہوگا۔ میں بڑے زور سے اور پورے یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب مٹائے اور اسلام کو علیہ اور قوت دے۔ اب کوئی ہاتھ اور قوت نہیں جو خدا تعالیٰ کے اس ارادہ کا مقابلہ کرے۔ فعال مایوس دیگر مسلمانو! یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں یہ خبر دیدی ہے اور میں نے اپنا پیام پہنچا دیا ہے۔ اب اس کو سننا نہ سننا تمہارے اختیار میں ہے۔

یہ سچی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ جو موعود آئے والے الٹھے۔ وہ میں ہی ہوں۔ اور یہ بھی سچی بات ہے کہ اسلام کی زندگی عیسائیوں کے مرنے میں ہے اگر اس مسئلہ پر غور کرو گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہی مسئلہ ہے جو عیسائی مذہب کا خاتمہ کر دینے والا ہے یہ عیسائی مذہب بہت بڑا شہر ہے اور اسی پر اس مذہب کی شہرت قائم کی گئی ہے۔ اسے گرنے دو۔

یہ معاملہ بڑی صفائی سے طے ہو جانا اگر میرے مخالف نے اتنی سی اور نفوس سے کام لیتے۔ مگر ایک نام لو۔ جو زندگی چھوڑ کر میرے پاس آیا ہو۔ اور اس نے اپنی تسلی چاہی ہو۔ ان کو تو حال یہ ہے کہ میرا نام جیتے ہی ان کے منہ سے جھگ گرنی شروع ہو جاتی ہے اور وہ گالی دینے لگتے ہیں بھلا اس طرح پر بھی کوئی شخص حق کو پاسکتا ہے؟ میں تو قرآن شریف کے نصوص صریح کو پیش کرتا ہوں مگر وہ ہیں کہ ان باتوں کو سنتے نہیں اور کافر و کافرانہ دجال کہہ کر شور مچاتے ہیں۔

میں صاف طور پر کہتا ہوں کہ قرآن شریف سے تم ثابت کر دو کہ مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت کے خلاف کوئی امر پیش کرو۔ اور یا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پہلا اجماع ہوا اس کا خلاف دکھاؤ تو جواب نہیں ملتا۔ پھر بعض لوگ شور مچاتے ہیں کہ اگر آنے والا



وہی عیسیٰ ابن مریم اسرائیلی نبی نہ تھا۔ تو انہوں نے کا یہ نام کیوں رکھا؟ میں کہتا ہوں یہ اعتراض کسی نادانی کا اعتراض ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ اعتراض کرنے والے اپنے لڑکوں کا نام تو موسیٰ عیسیٰ۔ داؤد۔ احمد۔ ابراہیم۔ اسماعیل رکھ لینے کے مجاہد ہوں اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کا نام عیسیٰ رکھ دے تو اس پر اعتراض!!! غور طلب بات تو اس مقام پر یہ ہے کہ آیا انہوں نے اپنے ساتھ نشانات رکھنا ہے یا نہیں؟ اگر وہ ان نشانات کو پا لیتے تو انکار کی جرأت نہ کرتے۔ مگر انہوں نے نشانات اور تائیدات کی تو پروا نہ کی اور دعویٰ سنیت ہی کیا۔ انصاف کا حق۔ یہ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام اور خدا تعالیٰ کے مامورین کی شناخت کا ذریعہ ان کے معجزات اور نشانات ہوتے ہیں۔ جیسا کہ گنہگار کی طرف سے اگر کوئی شخص حاکم ہو جائے۔ تو اس کو نشان دیا جاتا ہے۔ اس پر چرخہ اسکے مامورین کی شناخت کے لئے بھی نشانات ہوتے ہیں۔ امدین دعویٰ سے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میری تائید میں نہ ایک نہ دو نہ دوسو بلکہ لاکھوں نشانات ظاہر کئے اور وہ نشانات ایسے نہیں ہیں کہ کوئی نہیں جانتا بلکہ لاکھوں ان کے گواہ ہیں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اس طلبہ میں بھی صد ہا ان کے گواہ موجود ہوں گے۔ آسمان سے میرے لئے نشانات ظاہر ہوئے ہیں وہ نشانات جو میرے دعویٰ کیساتھ مخصوص تھے اور جنگی قبل از وقت اور بیہوش اور اسی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ خبر دی گئی تھی مدہ بھی ہوئے ہونگے مثلاً انہیں جو ایک کسوف خسوف کا ہی نشان ہے جو تم سے پہلے دیکھا۔ یہ صحیح حدیث میں خبر دی گئی تھی کہ مہدی امیر کے وقت میں رمضان کے مہینے میں سورج اور چاند گرہن ہوگا اب بتاؤ کہ کیا نشان پورا ہوا ہے یا نہیں؟ کوئی ہے جو یہ کہے۔ کہ اس نے نشان نہیں دیکھا۔ اور ایسا ہی یہ خبر بھی دی گئی تھی کہ اس زمانہ میں طاعون پھیلے گی۔ یہاں تک کہ شدید ہوگی اور دس دن سے سات مہاجرین کے اب تباہ کر دیا جائے گا نشان ظاہر ہوا ہے یا نہیں؟ پھر یہی کہتا تھا کہ اس وقت ایک نئی سواری ظاہر ہوگی جس سے آؤٹ بیک ہو جائیں گے کیاریل کو اجرا سے یہ نشان پورا ہوا یا نہیں؟ میں کہتا ہوں کہ یہ بہت بڑا سلسلہ نشانات کا ہے اب غور کرو کہ میں تو دعویٰ کر رہا ہوں کہ اب کاذب تواریکیا چھوڑ دینا چاہیے کہ کاذب کے لئے ہی یہ سارے نشان پورے ہو گئے؟ اور پھر اگر کوئی انہوں کو اس کو کیا ملیگا؟ کچھ تو انصاف کرو۔ اور خدا سے درو کیا خدا تعالیٰ کسی جھوٹ کی بھی تائید کیا کرتا ہے؟ عجیب بات ہے کہ جو یہ مقابلہ

میں آیا وہ ناکام اور نامور اور ہر اور مجھے جس وقت اور مصیبت میں مخالفین نے دلا میں اس میں سے صحیح سلامت اور بامراد لکھا۔ پھر کوئی قسم کہا کہ تباہی کو کہہ لوں کیساتھ یہی معاملہ ہوا کرتا ہے؟ مجھے افسوس ہے کہنا پڑتا ہے کہ ان مخالف الراعکار کو کیا ہو گیا وہ غور سے کیوں قرآن شریف اور احادیث کو نہیں پڑھتے کیا انہیں معلوم نہیں کہ جب قدر کا بر امت کے گزرتے ہیں۔ وہ سب سب مسیح موعود کی آمد چودہویں صدی میں بتائے ہوئے ہیں اور تمام اہل کثوف کو کشف یہاں آگے بڑھ جاتے ہیں۔ حج الکبائر میں صاف لکھا ہے کہ چودہویں صدی سے آگے نہیں جائیگا یہی لوگ مہرون پر چڑھ چڑھ کر بیان کیا کرتے ہیں کہ تیرہویں صدی سے تو جانوروں نے بھی پناہ مانگی ہے چودہویں صدی مبارک ہوگی۔ مگر یہ کیا ہوا کہ وہ چودہویں جس پر ایک موعود امام انہوں نے اس میں بیکے صاف کے کاذب کیا اور اس کی تائید میں ہزاروں لاکھوں نشان بھی ظاہر ہو گئے اور خدا تعالیٰ نے ہر میدان اور ہر مقابلہ میں نصرت بھی اسی کی کی۔ ان باتوں کو ذرا سوچ کر جواب دو۔ یونہی منہ سے ایک بات نکال دینا آسان ہے مگر خدا کو خوف سرت بات نکالنا مشکل ہے۔ اس کو علاوہ یہ بات بھی توجہ کے قابل ہے کہ خدا تعالیٰ ایک مفتری کذاب انسان کو اتنی لمبی مہلت نہیں دیتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ جاوے میری عمر ۷۰ سال کی ہے اور میری بعثت کا زمانہ ۱۳ سال سے بڑھ گیا ہے۔ اگر میں ایسا ہی مفتری کذاب تھا تو امد تک اس معاملہ کو اتنا لمبا نہ دیتا۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ تمہاری آیتیں کیا فائدہ ہوگی۔ یاد رکھو کہ میرے آنے کی دروغ ضمیمہ میں ایک یہ کہ جو علیہ اس وقت اسلام پر دوسرے مذاہب کا ہوا ہے گویا وہ اسلام کو کہتے جاتے ہیں اور اسلام نہایت کمزور اور یتیم ہے کی طرح ہو گیا ہے پس اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا میں ادیان باطلہ کے حملوں سے اسلام کو بچاؤں اور اسلام کے پرزور دلائل اور صداقتوں کو ثبوت پیش کروں اور وہ ثبوت علاوہ علمی دلائل کے انوار و برکات سہادی ہیں جو ہمیشہ سے اسلام کی تائید میں ظاہر ہو رہے ہیں اس وقت اگر تم پادریوں کی رپورٹیں پڑھو تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ اسلام کی مخالفت کے لئے کیا سامان کر رہے ہیں۔ اور انکا ایک ایک پرچہ کتنی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں ضروری تھا کہ اسلام کا بول بالا کیا جاتا

پس اس عرض کیلئے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور میں حقیقت کہتا ہوں کہ اسلام کا غلبہ ہو کر رہیگا اور اس کو آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ ان یہ سچی بات ہے کہ اس طلبہ کیلئے کسی طور اور بندہ حق کی حاجت نہیں اور نہ خدا نے مجھے چھیاریوں کے ساتھ بھیجا ہے جو شخص اس وقت یہ خیال کرے وہ اسلام کا نادان و دست ہوگا۔ مذہب کی غرض لوگوں کو فتح کرنا ہوتی ہے اور یہ غرض ملواری حاصل نہیں ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ملواری اٹھائی میں بہت مرتبہ ظاہر کر چکا ہوں کہ وہ ملواری محض خطرات خور خنثیاری اور دغ و کذب پر تھی اور وہ بھی اس وقت جبکہ مخالفین اور منکرین کے مظالم حد سے گزر گئے اور بیکس مسلمانوں کے خون سے زمین سرخ ہو چکی۔ غرض میرے آنے کی غرض تو یہ ہے کہ اسلام کا غلبہ دوسرا دیاں پر ہو۔ دوسرا کام یہ ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم ماننے پر تھے میں اور یہ کرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں۔ یہ صرف زبانی حساب ہو اس کیلئے ضرورت ہے کہ وہ کیفیت انسان کے اندر پیدا ہو جاوے۔ جو اسلام کا مغز ہے۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابوبکر خمر عثمان رضی اللہ عنہما رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سارنگ پیدا نہ ہو وہ دنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنی زندگی ان خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں اب جو کچھ یہ وہ دنیا ہی کیلئے ہے اور اس قدر امتناع دنیا میں ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کیلئے کوئی خانہ خالی نہیں رہی دنیا۔ تجارت ہی تو دنیا کیلئے عمارت ہے تو دنیا کیلئے بلکہ نماز روزہ اگر تو وہ بھی دنیا کے لئے۔ دنیا داروں کے قرب کیلئے تو سب کچھ کیا جاتا ہے مگر دین کا پاس فرور بھی نہیں۔ اب یہ شخص سمجھ سکتا ہے کہ کیا اسلام کے اعتراف اور قبولیت کا اتنا ہی انتشار تھا جو سمجھ لیا گیا ہے یا وہ بلند غرض ہے۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ مومن پاک کیا جاتا ہے اور امین فرشتوں کا ذکا ہو جاتا ہے جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کا قرب بڑھتا جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا کلام سنتا اور اس سے قسلی پاتا ہے اب تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے دلیں سوچ لے کر کیا یہ مقام اسے حاصل ہو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ تم صرف پوست اور جھلکے پر قانع ہو گئے ہو حالانکہ یہ کچھ چیزیں ہیں جو خدا تعالیٰ مغر جانتا ہے۔ پس جیسے یہ میل کام ہے کہ ان حملوں کو روکا جاوے جو بیرونی طور پر اسلام پر ہوتے ہیں ویسے ہی مسلمانوں میں اسلام کی حقیقت اور مزج پیدا کی جاوے کہ میں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں میں جو خدا تعالیٰ کی بجائے



دنیا کے بت کو عظمت دی گئی ہے اس کے امانی اور امیدوں کو دکھا گیا ہے۔ مقدمات صلیح جو کہہ رہے ہیں وہ دنیا کیلئے ہیں۔ اور بت کو پائش پائش کیا ہے اور لا۔ قاتل کی عظمت اور جبریت ان کے دلوں میں قائم ہو اور اعمال کا شجر تازہ تازہ پھلے اس وقت درخت کی صورت سے مگر اصل درخت نہیں کیونکہ اصل درخت کے لئے تو فرمایا۔ الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ ککلمۃ طیبۃ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماواتی اکھا کل حین یاذن بھا یعنی کیا تو نے نہیں دیکھا کہ کیا نذر بیان کی اللہ مثال یعنی مثال دین کامل کی کہ وہ بات... درخت پاکیزہ کی مانند ہے جس کی جڑ ثابت ہو اور جسکی شاخیں آسمان میں ہوں اور ہر وقت اپنا پھل پھل اپنی پودہ کا رکھم سے دیتا ہے۔ اصلہا ثابت سے مراد یہ ہے کہ اصول ایمانیہ اس کو ثابت و متحقق ہوں اور یقین کامل کے درجہ پر پہنچے ہوں اور وہ ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے۔ کیونکہ خشک سخت کی طرح نہ ہو مگر تازہ آب کی حالت ہو بہت سے لوگ کہہ تو دیتے ہیں کہ ضرورت ہی کیا ہے اس بار کی کسی نادانی ہو جو یہ کہے کہ طیب کی حاجت ہی کیا ہے وہ اگر طیب ہے شستنی ہے اور اس ضرورت نہیں سمجھتا تو اس کا نتیجہ اس کی ہلاکت کے سوا کیا ہوگا اس وقت مسلمان اسلام میں تو بیشک داخل ہیں مگر امتا کی ذیل میں نہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب ایک نور ساتھ ہو غرض یہ وہ باتیں ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں اس لئے میرے معاملہ میں تخریب کے لئے جلدی نہ کرو بلکہ خدا سے ڈرو اور قریہ کرو کیونکہ توبہ کر نیوالی عقل تیز ہوتی ہے۔

طاعن کا نشان بہت خطرناک نشان ہے خدا تعالیٰ اس کے متعلق جو کلام نازل کیا ہے وہ یہ ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما یقوم حتی ینزلوا بالانفسہم۔ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور اس پر یقین ہی جو خدا تعالیٰ پر اقرار کرے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا ارادہ کی اس وقت تبدیلی ہوگی جب اللہ کی تبدیلی ہوگی پس خدا سے ڈرو اور اس کے قہر سے خوف کھاؤ۔ کوئی کسی کا ذمہ وار نہیں ہو سکتا معمولی مقدمہ کسی پر تو اکثر لوگ دفاتر میں کر سکتے پھر آخرت میں کیا ہو سکتے ہو جسکا بت فرمایا۔ یہ یفر اللہ من اخیہ مخالفین کا تو یہ فرض تھا کہ وہ حق مٹنی سے کام لیتے اور لا تقف مالیں لک بہ علم پر عمل کرتے۔ مگر انہوں نے جلد بازی سے کام لیا یا نہ کہ پہلی قومیں اسی طرح ہلاک ہوئیں۔ عقلمند وہ ہے جو مخالفت کر کے بھی

جسے معلوم ہو کہ وہ غلطی پر تھا اسے چھوڑ دو مگر یہ بات تب نصیب ہوتی ہے جب خدا ترسی ہو دراصل مردوں کا کام یہ ہے کہ نہ اپنی غلطی کا اعتراف کریں نہ یہ کہ وہ اسی کو خدا پسند کرتا ہے ان سب باتوں کے علاوہ میں اب قیاس کے متعلق کہہ چاہتا ہوں کہ اگرچہ مخصوص قرآن اور حدیث میرے ساتھ ہیں مگر جامع صحابہ ہی میری تائید کرتا ہے نشانات اور تائیدات الیہ میرے مؤید ہیں۔ ضرورت میرا صادق ہونا ہی کرتی ہے لیکن قیاس کو ذریعہ سے ہی حجت قدری ہو سکتی ہے۔ اس لئے دیکھنا چاہیے کہ قیاس کیا کہتا ہے انسان کبھی کسی ایسی چیز کے ملنے کو طیار نہیں ہو سکتا جو اپنی نظیر نہ رکھتی ہو مثلاً اگر ایک شخص اگر کہے کہ تمہارے بچہ کو ہوا اڑا کر آسمان پر لے گئی ہے یا بچہ کتابیں کر بہاگ گیا ہے۔ تو کیا تم اس کی بات کو بلا وجہ معقل اور بلا تحقیق مان لو گے کبھی نہیں۔ اس لئے کہ قرآن مجید نے فرمایا۔ فاسکوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ ابیج علیہ السلام کی وفات کے مسئلہ پر اور ان کے آسمان پر اڑ جانیکے متعلق غور کرو۔ قطع نظر ان دلائل کے جو ان کی وفات کے متعلق ہیں یہ کی بات ہے کہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ سے آسمان پر چڑھ جانیکا معجزہ مان لیا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ہر طرح کامل اور افضل تھے ان کو چاہیے تھا کہ وہ آسمان پر چڑھ جاتے مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحی سے کیا جواب دیا۔

قل سبحان ربی اهل کنت الا بشر ارسوا اس کا مفہوم یہ ہے کہ کہہ دامت تعالیٰ اس امر سے پاک ہے کہ وہ خلاف وعدہ کرے جبکہ اس نے بشر کے لئے آسمان پر معجم کے جانا حرام کر دیا ہے۔ اگر میں جانتا تو جھوٹا ٹھیر دن گا۔ اب اگر تمہارا یہ عقیدہ صحیح ہے کہ مسیح آسمان پر چلا گیا ہے اور کوئی بالقابل پادری یہ آیت پیش کرے کہ آنحضرت صلی اللہ پر اعتراض کرے تو تم اس کا کیا جواب دے سکتے ہو۔ پس ایسی باتوں کے ماننے سے کیا فائدہ جن کا کوئی اصل قرآن مجید میں موجود نہیں۔ اس طرح تم اسلام کو اور آنحضرت صلی اللہ کو بدنام کر رہے ہو۔ یہ سب کتابوں میں بھی تو کوئی نظم موجود نہیں اور ان کتابوں کے اجتہاد کو ناحیہ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ شہید مشاہد من بنی اسرائیل۔ اور یہ فرمایا کفی باللہ شہیداً منکم ومن عندہ علم الکتاب اور ایسا ہی فرمایا۔ یعرفون کما یعرفون ابناؤہم۔ جب آنحضرت صلی اللہ

کی نبوت کو بت کے لئے انکو پیش کر رہے تو ہمارا ان کا اجتہاد کرنا کیوں حرام ہو گیا۔ اب اپنی کتابوں میں ملائی نبی کی ایک کتاب ہے جو بائبل میں ہے جو خدا ان میں سے ہے ایلیا نبی کے دوبارہ آئیکا وعدہ کیا گیا آخر جب مسیح ابن مریم آئے تو حضرت مسیح سے اباس کے دوبارہ آئیکا سوال ملائی نبی کی اس پیشگوئی کیو افق کیا گیا مگر حضرت مسیح نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ انیوالا یوحنا کے رنگ میں آچکا۔ اب یہ فیصلہ حضرت عیسیٰ کی عدالت سے ہو چکا ہے کہ دوبارہ انیوالے سے کیا مراد ہوتی ہے۔ وہ ان محی کا نام تھا اب اس میں ایک ملکہ منیر ہی ایلیا قرار دیا گیا۔ اب یہ قیاس بھی میرے ساتھ ہے میں تو تیکر پیش کرتا ہوں۔ مگر میرے منکر کوئی نظیر پیش نہیں کرتے۔ بعض لوگ جب اس مقام پر عاجز آ جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یسین محرف متہل ہیں مگر انہوں نے یہ لوگ آسمان میں سمجھتے کہ آنحضرت صلی اللہ اور صحابہ اس سے سند لیتے رہے اور اگر ان کا برے تحریف حنفی مراد لی ہے جاری ہے بھی ہی کہہ رہے۔ علاوہ اس کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی جالی دشمن ہو کتاب میں جدا جدا ہیں وہ اب ان کے دشمن ہیں کہ ایسا دوبارہ آجایگا۔ اگر یہ سوال نہ ہو تو حضرت مسیح کو وہ مان لیتے ایک فاضل یہودی کی کتاب میں پاس ہے وہ جسے نور سے کہتا ہے اور اپیل کرتا ہے کہ اگر مجھ سے یہ سوال ہوگا تو میں ملائی نبی کی کتاب ماننے رکھ دوں گا۔ کہ اس میں ایسا ہے دوبارہ آئیکا وعدہ کیا گیا تھا۔

اب غور کرو جبکہ باوجود ان عذرات کے لاکھوں یہودی جہنمی ہوئے اور مسور بند بنے۔ تو کیا میرے مقابلہ میں یہ عذر صحیح ہوگا کہ زمان مسیح ابن مریم کا ذکر ہے۔ یہودی تو معذور ہو سکتے تھے۔ ان میں نظیر نہ ہی گرا اب تو کوئی عذر باقی نہیں مسیح کی موت تو حق شریف ہو ثابت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت اس کی تصدیق کرتی ہے۔ اور پھر قرآن شریف اور حدیث میں منکم آیا ہے پھر خدا تعالیٰ نے مجھے خالی ہاتھ نہیں بھیجا ہزاروں لاکھوں نشان میری تصدیق میں ظاہر ہوئے اور اب اگر کوئی چالیس دن میرا پاس رہے تو وہ نشان دیکھ لے گا۔ لیکن ام کا نشان عظیم الشان ہے احسن کہتے ہیں کہ میں نے قتل کر دیا۔ اگر یہ اعتراض صحیح ہے تو یہ ایسے نشانات کا مان ہی اٹھ جائیگا۔ کل کو کہدیا جائیگا کہ خسر ہو ویز کو معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ نے قتل کر دیا ہوگا۔ ایسے اعتراض جو میں نے خود ہی شناس لوگوں کا کام نہیں ہے میں ان کو نہیں چھوکتا ہوں کہ میرے نشانات ہنر سے نہیں ایک لاکھ سے زیادہ انسان میرے نشانوں پر گواہ ہیں اور زندہ ہیں میرے انکار میں جلدی نہ کرو۔ وہ نہ مرنے کے بعد کیا جواب دے گے؟ یقیناً یاد رکھو کہ خدا سر پر اور وہ صادق کو صادق ٹھیرتا اور کاذب کو کاذب نہ نقطہ



# سچے کو ہمیشہ راحت ہے۔

سر میلیانی۔ امراض چشم کا جاتی دشمن اور بھارت کا حامی  
اگر کوئی عداوت دیکھتی ہے۔ یہ ہے کہ ہمارے ہمالیائی نژادوں کی آنکھیں  
منگائیے۔ دیکھتے ہیں کہ اس طرح سے یہ اپنے جادوؤں کا استعمال کرتا  
ہے اس کے چند سے استعمال سے جالا۔ پھولا۔ دھند۔ بھلا  
خارش۔ پھول۔ آنکھوں کی پانی بہنا۔ نزلہ۔ المار وغیرہ امراض  
فورا دور ہو جاتے ہیں۔ بصارت دور بینی از حد قوی ہوتی ہے  
اس پر قیمت دیکھئے صرف ۸ روپے تولد

سنوٹل۔ ندال۔ لویہ و سنون۔ یہ ہیں بے شک گایا دھنا  
اوپٹیا کہ پیر و انتون کی شکایت نہ پائے نہ لایا بس چاہیے اس  
سنوٹل کا اعلیٰ خاصہ ہے کہ چاہے مرض دور و آرزو میں یا  
اتفاق میں۔ کہلن دندان یا بد بو دہن میں مبتلا ہو یا ان کے  
دانت ڈارہوں سے خون آتا ہو یا مسوڑے سے پھرتے ہوں  
فقط دو یوم کے استعمال کے بعد مرض مبرا اور دانت مثل  
گوشت پیدا قیمت ہر تولد

بکس محافظ نسل۔ یہ وہی بکس ہے جس نے اپنی معجزہ نما خراس  
سے مایوس مریضوں کو درمقصد پہنچایا ہے اور ملک سے  
ملک جریاں کی باہ سرعت۔ نا طاقنی۔ کمی وغیرہ مریضوں  
کو صرف ایک ہفتہ استعمال سے بٹایا ہے اب نا طاقنوں کو  
مژدہ ہو کہ یہ اس کی موجودگی میں مایوس نہ ہوں اس میں  
مفسدہ ذیل ادویات محفوظ ہیں۔ سوئے چاندی کی گولیاں  
طلسمی۔ آب حیات جن کی علیحدہ علیحدہ قیمت صفر ہے  
اگر صحت میں کمی قدر کمی ہوگی۔ تو باقی دو مفت ارسال  
ہوگی مریض اپنی حالت لکھتا رہے۔

نوٹ۔ دو انگڑے وقت مرض کا حال ضرور لکھیں۔  
المشہر۔ حکیم محمد حسین خلف الصدق حکیم سرفراز حسین  
احمد فی کسری بلب گڑھ ضلع دہلی۔

خط و کتابت۔ کیونکہ تمام خریداریاں کو چاہیے کہ اپنی خریداری  
کا حوالہ اپنے خط پر ضرور دیا کریں بعض خریدار غلطی سے بھائی اپنے  
نمبر کے جبرٹ نمبر ۲۸۵ دیدیا کرتے ہیں یہ نمبر خریداری نہیں ہے  
بلکہ کوئی نہ کہ نمبر ہے۔ ہر خریدار کا نمبر علیحدہ ہوتا ہے نیز جو  
صاحبان ہمارے خط کو جواب دیں ان کو چاہیے کہ جواب کے وقت  
ہم سے خط کا نمبر اور تاریخ کا حوالہ بھی ساتھ ہی دیا کریں  
تاکہ جواب دینے میں آسانی ہو۔



## آنکھوں کے بیماریوں کو مٹا دینا

میان ڈاکٹر عبداللہ ساکن راہوں ضلع  
جالدھر جنہوں نے لندن آسٹریلیا۔ افریقہ آنکھوں کے علاج  
سے بہت شہرت حاصل کی ہے اور ان پاس بہت  
کثرت سے سارٹیفکٹ بھی موجود ہیں انگریزی اور  
یونانی دو طرح سے آنکھ نہاتے ہیں بہجاری جامعہ کے  
مخلصین میں امید کرتا ہوں کہ لوگوں کو ان سے نفع  
پہنچے۔ نور الدین

کارخانہ دوائے محمد تقی نسل انسانی  
بے اولادوں کو اولاد کی خوش خبری  
جن لوگوں کے اولاد نہیں ہوتی یا حمل گر جاتا ہے یا  
مرے ہوئے بچے پیدا ہوتے ہیں یا صرف لڑکیاں ہی  
پیدا ہوتی ہیں ان کو بڑے زور سے اطلاع دی جاتی ہے کہ جسے خط  
و کتابت کر کے علاج کرویں خدا کے فضل سے اولاد  
نرینہ پیدا ہوگی اور اگر ہماری صداقت پر اعتقاد نہ ہو تو پہلے  
اقرار نامہ اسٹامپ تحریر کریں کہ بعد علاج اگر فرزند پیدا ہوا  
تو ہم تمنا ندرانہ ادا کریں گے۔ ان کا علاج انک خرچ  
دعا لیکر کیا جاوے گا۔ اس اثنا کو معمولی اشتہار قصہ  
نہ فرمادیں بلکہ ہم دعوت سے کہتے ہیں کہ ہندوستان  
میں دہوم چمکی ہے اور اپنی صداقت کے سبب روز  
افزون ترقی کر رہا ہے اولاد دینے والا تو خدائے  
مگر کسی نے دوا میں تاخیر کی ہے۔

محمد حسین طبیب احمدی موجد کارخانہ  
مقام بہرہ۔ ضلع شاہ پور پنجاب۔ محلہ سماراں

روزانہ اخبار عام  
یہ تازہ تازہ خبریں دلچسپ ایڈیٹوریل ہمارے روزیہ اخبار لاہور  
نکلتا ہے پنجاب کے سب سے پہلا اور عمدہ روزانہ اخبار اخبار عام ہے  
ہے دلچسپ اور مقبول خلاق نمونہ کا پرچہ منگو کر بکس میں بھیجیں

روزانہ پیسہ اخبار لاہور  
ہندوستان بھر میں بہترین روزانہ پیسہ اخبار ہے اور ہر روز تصویروں  
چھپتا ہے ہر روز ایک لکھش کارٹون بھی موجود ہوتا ہے تازہ تازہ خبریں  
و تارین ہر روز چھپتی ہیں اس کا ایڈیٹوریل اشاعت اعلیٰ دھار کا  
رائیں اور اقتعات نہایت مدلل و معقول و بجائی میں اس سے  
تمام حلقہ نہیں نہایت عزت اور وقار سے دیکھا جاتا ہے کیونکہ  
رائیں اور رعیت دونوں کا دلی دوست اور خیر خواہ ہے اگر آج کل آپ  
نے دیکھا ہو تو کیا ضرور ملاحظہ فرمائیں نمونہ کا پرچہ نہایت  
ہو قیمت سہ ماہی صرف پچیس روپے کی آئے پر جاری ہوتا ہے۔  
درخواستوں کا پتہ۔ میجر روزانہ پیسہ اخبار لاہور

مفت بلکہ ٹکٹ بھی کارخانہ جات کی طرف (رسالہ گوہ زادہ)  
دنیا بھر میں نامیاب کتاب نہایت جلد بذریعہ کار و اطلاع بھیجنے  
پر مستعد آپ اور آپ کے دوستوں کے ضرورت ہو تو ذیل سے  
مفت ملین گئے۔ جنرل میجر کارخانہ جات ریل ٹیکسٹائل جگہ و  
ضلع انبالہ



نوبے کے خراس آٹا پیسے کی شین یہ تمام ہندوستان میں  
چلتی ہے آٹا پیسے ۳۰ روپے پتہ پس جاتا ہے۔ دنل تخینا  
محسن ۲۵ روپے پتہ پس قیمت و بھلائی فی من پختہ مبلغ مع  
درجہ دوم مبلغ ۳۰ روپے پتہ بیجا آئے پر خراس دی ملی  
یا جاتا ہے۔ پیلنے کے و پیلنے والے بھی تید ہیں۔

ستیر لال بخش و غلام حسین بٹا ضلع گورداسپور



# ایک نئے خط جو آپ کے بڑے مقابل پر

Digitized by Khilafat Library

اس سے پہلے آپ مفرج عنبری کی نسبت بارہا ہندوستان بھر کے معزز ترین طبقہ کی رائے  
ملاحظہ فرما چکے ہیں جن میں بڑے بڑے سلسلہ القدر حکام معزز عمدہ داران جاگیر داران  
تاجران حکمائے یونانی و ڈاکسٹران شامل ہیں جن سے بہتر شہادت کسی چیز کے  
حسن و قبح کی دریافت کے لئے تلاش کرنا حاصل ہے لیکن ذیل کا عجیب خط جبہیں بڑی شہادت موجود ہے۔ اپنی نوع  
کا نرالا اور شامد و نیامین پہلا خط اور سیکل دوائی کی نسبت پہلی شہادت کے جو میرے  
مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھ ناچیز کو حاصل ہوئی ہے اور وہ یہ۔

از جناب بابو غلام رسول صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک بھائی ہیں) برادر محکم محمد حسین صاحب قریشی  
سلام اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں ایک اشتہار اخبار اکلم میں دیکھ رہا ہوں مگر چونکہ اشتہاری دوا میری سے مجھے سخت نفرت  
اس واسطے میں ہمیشہ اس کو بھی نظر حقارت و کھٹار ہاں لیکن آج وقت وہ جبکہ میں قبیلہ کیرا پتہ راجپوتوں کے خدیو کے کیڑے منسا پینے مولا کریم کی طرف سے اشارہ ہوا کہ  
یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کیلئے مفید ہے اس سے پہلو تو میں اسکی قیمت سے بھی ڈرتا تھا مگر اب جبکہ مولا کریم نے اسکی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور اس کا استعمال  
کرنا چاہئے لہذا عرض ہے کہ بدین کارڈ ہذا آپ تین ڈبیہ بذریعہ دی پی پارسل ارسال فرمائیں۔  
دوسرا خط جو بعد میں آیا برادر محکم صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں نے آپ کے اشتہارات (مصفح عنبری) کی اشاعت  
حتی الوسع کی یہاں تک تحصیلدار صاحب کو وہ دکھایا گیا اور آپ کی دوائی کی تعریف بھی کی گئی اور یہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی  
کی متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارات ہو چکے ہیں اور اسے مجھے کامل یقین ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ لہذا آپ تین ڈبیہ مفرج عنبری بذریعہ دی پی پارسل بھیجیں  
آپ کا تابعدار غلام رسول۔ المثل

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرج عنبری کارخانہ رفیق الصحت۔ جوبلی کابلی مل لاہور